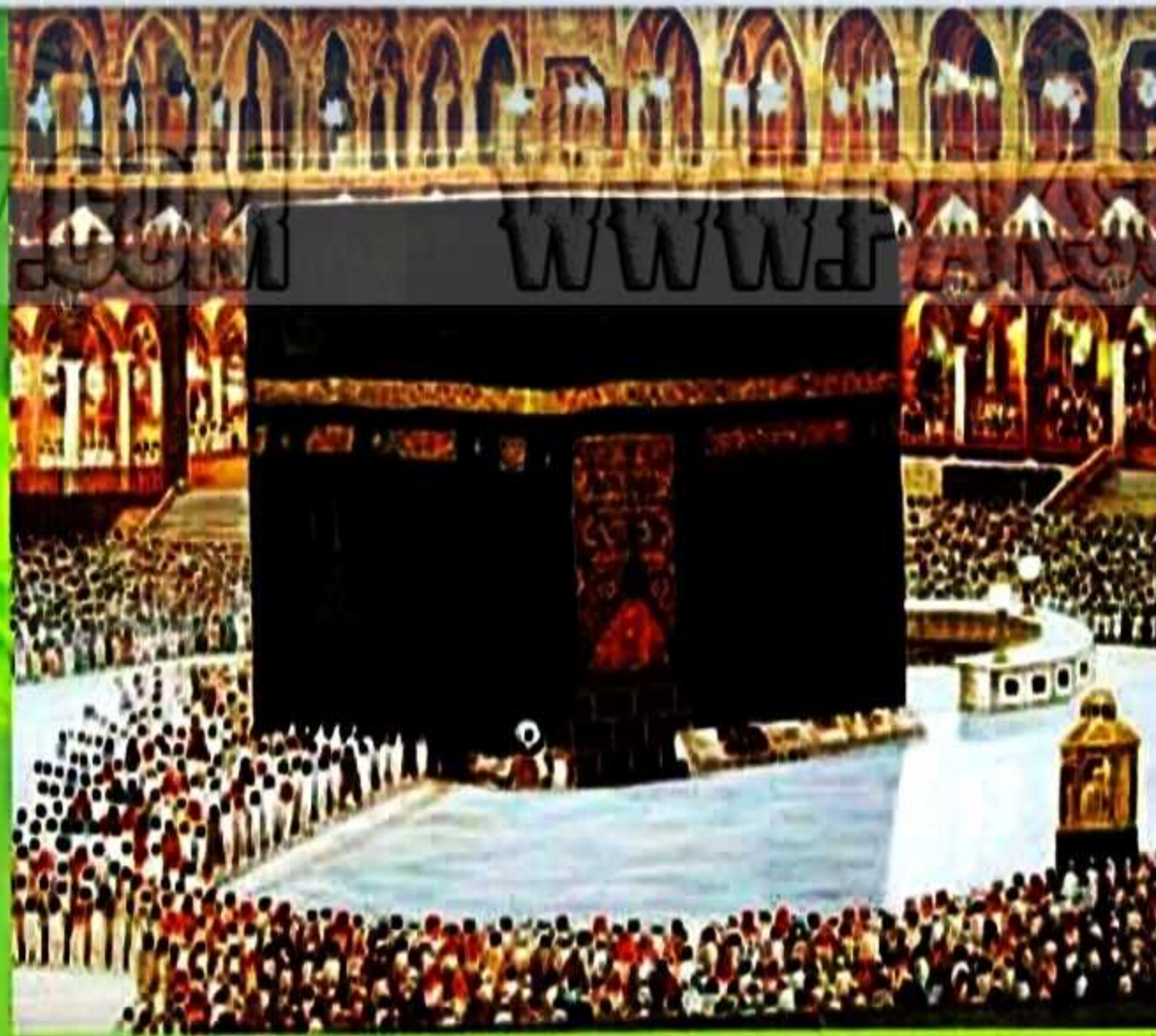


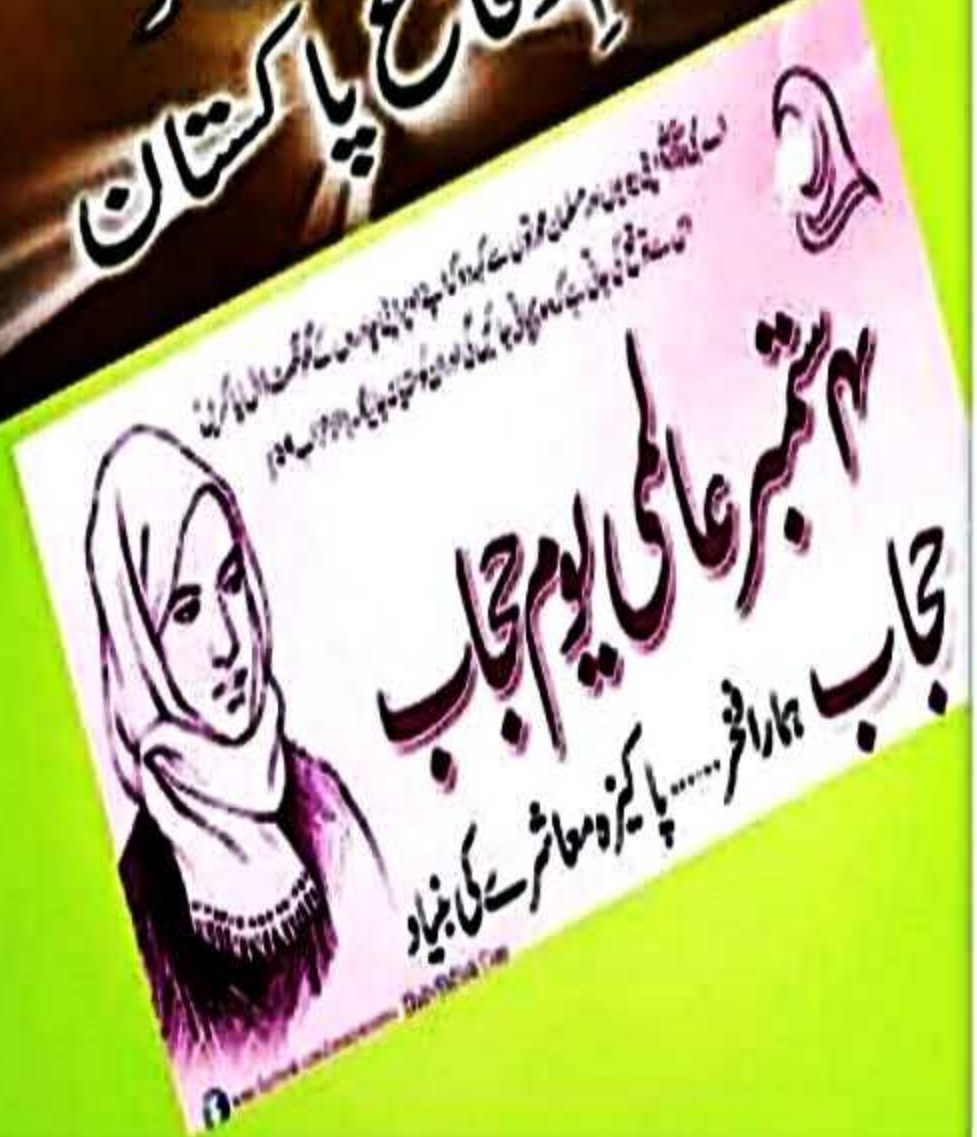
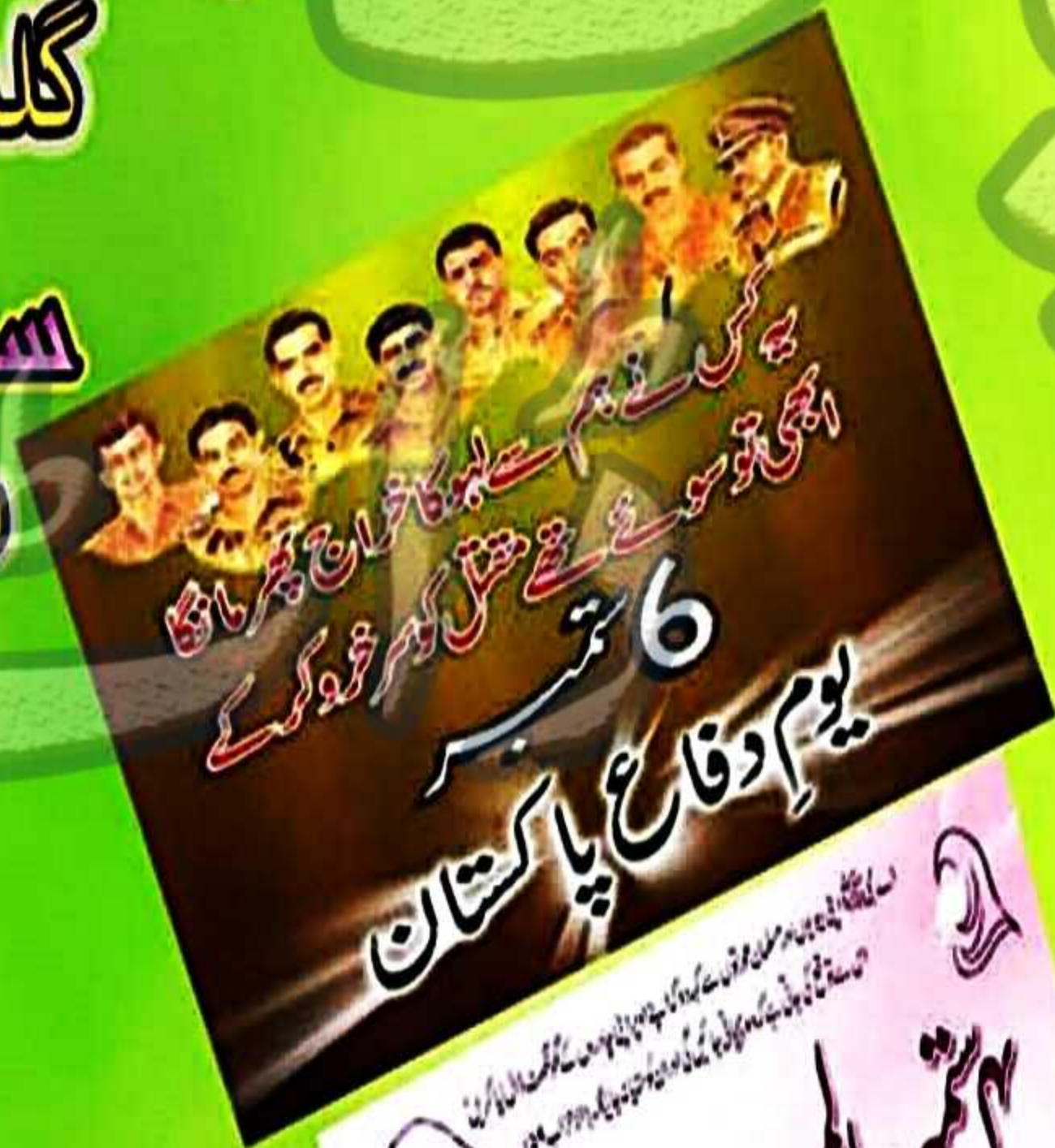
شماره
ستمبر
2016



دھنک کے سات رنگوں سے اور
خوش رنگ تحریروں سے مہکتا

گلدستہ ہے

سات رنگ
میگزین



عيد مبارك
Eid Mubarak



ماہنامہ ستمبر 2016

EDITOR'S

Adeela saleem

Kehkashan

sabir

Elina malik

ماہنامہ ستمبر 2016

علینہ ملک۔ گھر کی سجاوٹ اور
 آرٹ کی دنیا
 کہکشاں صابر۔ صحت سے متعلق
 مفید معلومات
 عدیلہ سلیم۔ سات رنگوں کی
 دنیا

ٹہرین یعقوب۔ دینی اور اصلاحی
 مضامین
 رحما نور رضوان، افسانہ
 کنول خان۔ شاعری۔ رنگ
 بہاراں۔

اقراء عابد۔ کوکنگ کارنر



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اسلام و علیکم.....

برتر از اندیشہ سودوزیاں ہے زندگی ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں زندگی
تو اسے پیانا نہ عام روز و فردا سے نہ تاپ جاوداں پیہم رواں ہر دم جواں ہے زندگی۔ (اقبال)
بلاشبہ سات رنگوں کے کیوس پر بکھری زندگی خوبصورتی میں بے مثال، اور پاکمال ہے کہ جس کو جینے کا ہنر بس آنا چاہیے
۔۔۔ کیونکہ دھنک کے سات رنگوں میں چپتی زندگی لمحہ بہ لمحہ بدلتی، بکھرتی، نکھرتی اور سمٹی رہتی ہے۔۔۔ زندگی میں جمود نہیں
اور تحریک ہی زندگی کی علامت ہے۔۔۔ خوشبو، ہوا، ساون، گٹھا، دھوپ، چھاؤں، بادل، خزاں کا نام ہے زندگی۔۔۔ حسن و
خوبی اور غم و خوشی کا امتزاج لیے زندگی ہر دم رنگ بدلتی ہے کبھی خوشیوں سے نہال اور کبھی غموں کے بوجھ سے بڑھال، یہ زندگی
بھی کتنی عجیب ہے کبھی شہد سی میٹھی اور کبھی کرواہٹ سے بھری، مگر کیا کریں کہ یہی حقیقت بشرانسانی ہے کہ جب تک سانسوں
کی مالا میں گرتے زندگی کے موتی اپنی کنتی پوری نہیں کر لیتے زندگی پیہم رواں رہتی ہے۔۔۔ لبھاتی، ستاتی، مستاتی اور لبھاتی
زندگی کے انہی رنگوں کو اپنے دامن میں سیٹھے، الحمد للہ؛ نومولو دست رنگ اپنی پوری جولانیوں اور رنگ سامانیوں کے ساتھ
ایک بار پھر سے جلوہ افروز ہے کہ جس کی ہر ہر تحریر میں چھپے، علم و حکمت کے خزینے آپ کے ذہن و دل کی آبیاری کرنے میں
پیش پیش ہونگے کہ یہی مقصد پنہاں ہے اس کی ترتیب و تدوین میں کہ دیپ ایسے روشنی کے اور علم و ادب کا جلاتے جائیں
کہ جس کی روشنی چار سوا جالے بکھیرتی رہے، اور آنے والی نسلوں کے لئے کچھ ایسے راستے روشن کرتے جائیں جو تاقیامت
مشعل راہ ثابت ہو سکیں۔ آئین۔ کیونکہ نسل نو کو علم و ادب سے آگاہی دینا ہی اس کے اجراء کا مقصد خاص ہے۔ چنانچہ بزبان
اقبال کچھ یوں کہوں گی کہ۔۔۔

جلانا ہے مجھے ہر شمع دل کو سوز پنہاں سے،

تری تار یک راہوں میں چراغاں کر کے چھوڑوں گا،

مگر غنچوں کی صورت ہوں، دل درد آشنا پیدا،

چمن میں مشت خاک اپنی پریشاں کر کے چھوڑوں گا۔ (علامہ اقبال)

بہت سی نیک خواہشات کے ساتھ دعا گو۔۔۔

علینہ ملک۔۔۔

فہرست ---

آرٹیکل / افسانہ / شاعری

صفحہ نمبر - نام

	تفسیر سورۃ فاتحہ	7. ثمرین یعقوب
آرٹیکل	سنت امراہمی، ایک سچی قربانی	12. کہکشاں صابر
آرٹیکل	نماز دین کا ستون	14. ثمرین یعقوب
آرٹیکل	65 کی جنگ تاریخ کا روشن باب	16. علینہ ملک
بیضک	بالوں کے مسائل	18. ڈاکٹر جمیل کے ساتھ گفتگو
آرٹیکل	وقت کا صحیح استعمال	21. افشاں شاہد
افسانہ	زمین پر اتر پانگل چاند	23. محمود ظفر اقبال ہاشمی
آرٹیکل	پاکستان میں گاڑی چلانے کا تجربہ	28. ابن ریاض
کوئیک کارز	عیدائش	31. اقراء عابد
افسانہ	میرے دل کا قرار ہوتم	32. سیدہ عروج فاطمہ
آرٹیکل	حجاب ایمان کی حفاظت، خود کی حفاظت	35. کہکشاں صابر
افسانہ	عید پیاسنگ	38. ریمانور رضوان
سات رنگوں کی دنیا	وادی کیلاش کی ثقافت	46. مایام اعوان
آرٹیکل	بلوٹو تھینکنا لوجی	47. عاصمہ عزیز
افسانہ	متاع جاں	49. کوثر جہاں
نظم - غزل	رنگ بہاراں	52. کنول خان
	English PoetryAnila Murtaza & Fatima	
		Ahmed.55

نظم - غزل

چاندنی سے باتیں ہم

56. محمود ظفر اقبال ہاشمی

افسانہ

ساتباں

57. ثناء واجد

آرٹیکل

بیڈروم کی سجاوٹ

61. علینہ ملک

ست رنگ میگزین

ماہنامہ ستمبر 2016

Writer: Samreen Yaqoob



تفسیر سورہ فاتحہ

تفسیر شریفین یعقوب

جمہور علماء کے نزدیک یہ سورہ مکی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ فاتحہ) سورہ: یا "سور" سے مشتق ہے، بمعنی بچا ہوا حصہ۔ سورہ بھی چوں کہ قرآن کا ایسا حصہ ہے جس کی ابتدا و انتہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو قیفا ثابت ہے، اس لیے اس کو سورہ کہا جاتا ہے۔ یا یہ لفظ "سور" سے مشتق ہے، جو ایسی حفاظتی دیوار کو کہا جاتا ہے جو پورے شہر کو محیط ہو۔ سورہ بھی چوں کہ اپنے معانی و مضامین کو محیط ہوتی ہے اسی لیے اس کو سورہ کہا جاتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ فاتحہ)

الفاتحہ: یہ لفظ "فتح یفتح" سے مشتق ہے، بمعنی کھولنا، چوں کہ قرآن پاک کا افتتاح اسی سورہ سے کیا گیا ہے، اسی لیے اس کا نام "فاتحہ" ہے۔ (زاد المسیر والکشف والبیان، سورہ فاتحہ)

سورۃ الفاتحہ کے اسماء

اس سورہ کے متعدد اسماء ہیں۔

فاتحۃ الکتاب: کیوں کہ قرآن کریم کی ترتیب معبود کی اسی سے ابتدا کی گئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہی ام القرآن وہی فاتحۃ الکتاب۔" (روح المعانی، سورہ فاتحہ) ام الکتاب دام القرآن: کیوں کہ یہ سورہ قرآن کے اصولی مباحث پر مشتمل ہے۔

ام الکتاب دام القرآن:

یعنی "الحمد" سے "الرحیم" تک حمد و ثنا اور "مالک یوم الدین" میں احوال آخرت اور (ایک تعبد و دایا ک نستعین) میں اللہ کے معبود ہونے اور بندے کے اس کی طرف محتاج ہونے کا بیان اور باقی آیات میں نبوت و رسالت اور مومنین کے لیے اتعام و اکرام کی بشارت اور مغضوبین و ضالین کے لیے جہنم کی وعید کا بیان ہے۔ (روح المعانی: سورہ فاتحہ)

اور ام القرآن کا مطلب بھی یہی ہے، یعنی اصول القرآن۔

السبح الثانی: کیوں کہ یہ سات آیات پر مشتمل ہے اور ہر نماز میں مکرر پڑھی جاتی ہے۔ السبح الثانی کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ سات آیات جو مکرر ہوں۔ (بحر العلوم للسمرقندی: سورہ فاتحہ) اس کے علاوہ اور بھی بہت سے اسماء ہیں: مثلاً: کنز، واقیہ، کافیہ، حمد، شکر، دعاء، تعلیم المسئلہ، شفاء، نور، رقیہ، القرآن العظیم۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (روح المعانی، سورہ فاتحہ) اس سورہ کا ایک نام سورہ الصلاۃ بھی ہے، کیوں کہ نماز میں اس سورہ کا پڑھنا امام و منفرد کے لیے واجب ہے، جب کہ مقتدی کے لیے خاموشی سے امام کی متابعت کرنا ہی کافی ہے۔ (البحر الرائق: کتاب الصلاۃ، صفا الصلاۃ، 1/546، رشیدیہ)

(آخر الذکر مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، لہذا یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے، اس کی مکمل تفصیل تو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے رسالہ ”ہدایا المقتدی فی قراء المقتدی“ اور مولانا ابو بکر غازی پوری صاحب کی کا آخر الذکر مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، لہذا یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے، اس کی مکمل تفصیل تو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے رسالہ المقتدی فی قراء المقتدی“ اور مولانا ابو بکر غازی پوری صاحب کی کتاب ”ارمغان حق“ اور حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی کتاب ”احسن الکلام“ میں ملاحظہ فرمائیں۔ البتہ اس مقام پر صرف امام اعظم ابو حنیفہ کے مسلک کی تائید میں اختصار کے ساتھ کچھ دلائل ذکر کرنا مقصود ہے۔ مسئلہ فاتحہ خلف الامام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مقتدی کے لیے ہر نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے، نماز خواہ سری ہو یا جہری۔ (بدائع الصنائع: کتاب الصلاة، واجبات الصلاة 1/ 681) اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مقتدی پر سری نمازوں میں فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور جہری نمازوں میں مقتدی پر قرات فاتحہ واجب نہیں۔ (الاستدکار لابن عبدالبر، کتاب الصلاة، 1/ 491، 506) جب کہ احناف کے ہاں سری و جہری دونوں نمازوں میں مقتدی کے لیے قرات فاتحہ جائز نہیں۔

اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

قرآن مجید میں ہے: (واذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون) سورة الاعراف، آیت: 204) ترجمہ: جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو، شاید کہ تم پر رحم کیا جائے۔ روح المعانی میں ہے: ”قرار جل من الانصار خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فزلت: واذا قرأ الی آخرہ۔“

تفسیر ترجمہ: انصار میں سے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں قرات کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ او اذا قرأ (قری) لہذا مذکورہ آیت سے مقتدی کے حق میں فاتحہ خلف الامام کی ممانعت ثابت ہوئی۔

صحیح مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: (انما جعل الامام لیؤتم بہ، فاذا کبر فکبر واذا قرأ فأنصتوا۔) (الجامع الصحیح لمسلم بن الحجاج، کتاب الصلاة، باب: التثجد فی الصلاة، قدیمی)

ترجمہ: امام تو اقتدا ہی کے لیے بنایا گیا ہے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ قرات کرے تو خاموش ہو جاؤ۔ سنن ابن ماجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: ”من کان لہامام، فقرأ الامام لہ قراء۔“ (سنن ابن ماجہ، کتاب الصلاة، ص: 61، قدیمی) جس شخص کا امام ہو تو امام ہی کی قرات اس کی قرات ہے۔ اس حدیث کے بارے میں علامہ ناصر الدین البانی لکھتے ہیں: ”وہو حدیث صحیح عندنا، لہ طرق کثیرا جدا“ (سلسلۃ الحدیث لابانی 2/ 57 رقم 592) ترجمہ: اور یہ حدیث ہمارے نزدیک صحیح ہے، اس کے علاوہ اور بھی متعدد روایات منع قرات فاتحہ خلف

الامام پر دلالت کرتی ہیں، جن کی تفصیل انہی کتب میں دیکھی جاسکتی ہے جن کا حوالہ ہم پہلے دے چکے ہیں۔ لہذا آیت قرآنی اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جن احادیث میں قرات فاتحہ خلف الامام کی تاکید وارد ہوئی ہے وہ احادیث املہذا آیت قرآنی اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جن احادیث میں قرات فاتحہ خلف الامام کی تاکید وارد ہوئی ہے وہ احادیث امام و منفرد کے ساتھ خاص ہیں۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل جو جلیل القدر ائمہ و محدثین میں سے ہیں۔ انہوں نے بھی ایسی احادیث کو جن میں فاتحہ خلف الامام کی تاکید وارد ہوئی ہے امام و منفرد ہی کے حق میں خاص قرار دیا ہے۔ ترمذی میں ہے:

فاما احمد بن حنبل: فقال معنى قول النبي صلى الله عليه وسلم: لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب اذا كان وحده، وان حج بمحذ بيث جابر بن عبد الله حيث قال: من صلى ركعة لم يقرأ فيها بام القرآن فلم يصل الا ان يكون وراء الامام. قال احمد: هذا رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، تاويل قول النبي صلى الله عليه وسلم: لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب: ان هذا اذا كان وحده. (سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء في ترك القراء؟ خلف ال؟ ما: 1/71، قدیمی) ترجمہ: اور احمد بن حنبل نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ جو شخص سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں اس پر محمول ہے کہ جب نماز پڑھنے والا اکیلا ہو اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جس شخص نے کوئی رکعت پڑھی اور سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو اس نے نماز نہیں پڑھی الا یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کے مقابلے میں ہم جابر بن عبد اللہ کا اجتہاد نقل کر چکے ہیں، لہذا آیت و روایات میں بہترین تطبیق اسی طرح ممکن ہے کہ جن روایات میں قرات فاتحہ کی تاکید وارد ہوئی ہے وہ صرف امام و منفرد کے حق میں خاص رکھی جائیں۔ علاوہ ازیں منع قرات خلف الامام سولہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، جن میں حضرت عمر، علی، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم جیسے فقہائے کرام بھی شامل ہیں۔ جب کہ فاتحہ خلف الامام کی روایات صرف چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، یعنی حضرت ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، عباد بن الصامت اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم۔ لہذا اگر ترجیح دی جائے تب بھی فاتحہ خلف الامام کی ممانعت ہی کثرت اصحاب کی وجہ سے راجح ہوگی۔

سورہ فاتحہ کے فضائل۔۔۔۔۔

احادیث میں اس سورہ کے فضائل بکثرت وارد ہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے: "عن ابی سعید مرفوعاً: فاتحة الكتاب شفاء من كل داء (تفسیر ابن کثیر: تفسیر سورہ فاتحہ) ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ سورہ فاتحہ ہر بیماری سے شفاء ہے۔ ایک اور روایت میں ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما نزل اللہ فی التوراة ولا فی الانجیل مثل ام القرآن، وہی السبع المثانی، وہی مقسوماً بینی و بین عبدی نصفین۔“

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ کے فضلاً حدیث میں اس سورہ کے فضائل بکثرت وارد ہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے: ”عن ابی سعید مرفوعاً: فاتح (الکتاب شفاء

من کل داء) تفسیر ابن کثیر: تفسیر سورہ فاتحہ (ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ سورہ فاتحہ ہر بیماری سے شفاء ہے۔ ایک اور روایت میں ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما نزل اللہ فی التوراة ولا فی الانجیل مثل ام

القرآن، وہی السبع المثانی، وہی مقسوماً بینی و بین عبدی نصفین۔“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے ام القرآن۔ (سورہ فاتحہ) کی طرح کوئی سورہ نہ تورات میں اتاری اور نہ انجیل میں اتاری اور وہ سبع المثانی ہے، جو میرے اور میرے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم ہے۔

یعنی ”الحمد“ سے ”یوم الدین“ تک اللہ کی حمد و ستائش ہے اور چوتھی آیت میں اللہ کی تعریف اور بندہ کی استعانت دونوں کا تذکرہ ہے، اس کے بعد آخر تک بندہ کی خود اپنے لیے دعا ہے۔

علاوہ ازیں اس میں چوں کہ اللہ رب العزت کی طرف سے بندہ کو دعا مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے کہ پہلے اللہ کی حمد و ثنا کرے اور پھر اپنے لیے دعا مانگے، لہذا یہ اتنی عظیم الشان دعا ہے کہ جب بندہ مکمل خشوع و خضوع کے ساتھ نماز میں یہ دعا مانگتا ہے تو بارگاہ رب العزت میں اس کا ایک ایک حرف شرف قبولیت سے بہرہ مند ہوتا ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قال اللہ تعالیٰ: قسمت الصلاة بینی و بین عبدی نصفین، ولعبدی ما سال، فاذا قال العبد: الحمد لله رب العالمین، قال اللہ تعالیٰ: حمدنی عبدی، واذا قال: الرحمن الرحیم، قال اللہ تعالیٰ: اثنی علی عبدی، واذا قال: مالک یوم الدین۔ قال: مجدنی عبدی...، فاذا قال:

ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ قال: هذا بینی و بین عبدی، ولعبدی ما سال۔ فاذا قال: اهدنا الصراط المستقیم، صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ قال: هذا لعبدی، ولعبدی ما سال۔“ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب وجوب قراءة فاتحہ

الکتاب، ص، 203، دار احیاء التراث (ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے نماز (سورہ فاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے، جب بندہ (الحمد لله رب العالمین) کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری

تعریف کی اور جب بندہ (الرحمن الرحیم) کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری ثناء بیان کی اور جب بندہ (مالک یوم الدین) کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے اور میرے بندے کے

لیے وہی ہے جو اس نے مانگا اور جب بندہ (اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین) کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے لیے ہے اور اس کے بعد آخر تک رسالت و شریعت ایمان و کفر اور ہدایت و ضلالت کا بیان ہے۔ انہی تینوں نوعیتوں کے مضامین پورے قرآن میں جا بجا تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں اور اس سے قبل نازل شدہ کتب سماویہ میں بھی یہی چیزیں بیان ہوئی ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ تمام آسمانی کتب کا خلاصہ قرآن میں اور قرآن کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں ہے اور سورہ فاتحہ کا خلاصہ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ میں ہے۔ وہ اس طرح کہ لفظ ”اللہ“ تمام صفات کمالیہ کی جامع ذات کا نام ہے، لہذا اس میں الہیات کی ابحاث سمٹ گئیں اور الرحمن سے چوں کہ دنیاوی رحمتیں مراد ہیں، اس لیے اس میں دنیا سے متعلق امور یعنی رسالت و شریعت ایمان و کفر اور ہدایت و ضلالت کا بیان آ گیا۔ اور ”الرحیم“ سے آخرت کی رحمتیں مراد ہیں، اس لیے اس میں مال و معاد اور امور آخرت کا بیان آ گیا۔

Writer: Kehkashan Sabir

عید الفطر - عید الاضحیٰ

تحریر..... کہکشاں صابر

سنت ابراہیمی ایک سچی قربانی بقر عید یا عید الاضحیٰ۔۔۔۔۔

مسلمان دو طرح کی عید مناتے ہیں۔ ایک کو عید الفطر اور دوسری کو عید الاضحیٰ کہا جاتا ہے۔ عید الاضحیٰ ذوالحجہ کی دس تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ اس دن مسلمان کعبہ اللہ کا حج بھی کرتے ہیں۔ اسلام میں حرمت والے چار مہینے بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک ماہ مبارکہ ذی الحجہ کا بھی ہے اور ذی الحجہ اسلامی سال کے مہینوں میں بارہویں مہینے کا نام ہے بے شک اس ماہ مبارکہ میں عبادت و ذکر و ازکار کا رب کائنات اللہ رب العزت کی جانب سے اپنے بندوں کے لئے اجر و ثواب کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس باہر کت مہینے میں اللہ رب العزت اپنے نیک بندوں کو خصوصی انعامات سے نوازتا ہے بالخصوص اس ماہ مبارکہ کا شروع کا عشرہ (پہلے دس دنوں) کی فضیلت اس قدر اہمیت کی حامل ہے کہ رب کائنات نے ان ایام کو قرآن مجید میں ایامت معلومات کہہ کر مخاطب کیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا گیا کہ وہ اپنے بیٹے (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کو ذبح کر رہے ہیں۔ نبی کا خواب سچا ہوا کرتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ جب باپ نے بیٹے کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہیں ذبح کرنے کا حکم دیا ہے تو فرمانبردار بیٹے اسماعیل علیہ السلام کا جواب تھا ابا جان! جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے، اسے کر ڈالئے۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ بیٹے کے اس جواب کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جب مکہ مکرمہ سے ذبح کرنے کے لئے لے کر چلے تو شیطان نے منیٰ میں تین جگہوں پر انہیں بہکانے کی کوشش کی، جس پر انہوں نے سات سات کنکریاں اس کو ماریں جس کی وجہ سے وہ

زمین میں جھنس گیا۔ آخر کار رضا عالمی کی خاطر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دل کے ٹکڑے کو منہ کے بل زمین پر لٹا دیا، چھری تیز کی، آنکھوں پر پٹی باندھی اور اُس وقت تک چھری اپنے بیٹے کے گلے پر چلاتے رہے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ صدانہ آگئی۔ اے ابراہیم! تو نے خواب سچ کر دکھایا، ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جنت سے ایک مینڈھا بھیج دیا گیا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جانوروں کی قربانی کرنا خاص عبادت میں شمار ہو گیا۔ چنانچہ حضور اکرم کی امت کے لئے بھی ہر سال قربانی نہ صرف مشروط کی گئی، بلکہ اس کو اسلامی شعار بنایا گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں حضور اکرم کے طریقہ پر جانوروں کی قربانی کا یہ سلسلہ کل قیامت تک جاری رہے گا ان شاء اللہ قربانی جہاں ابراہیمی یادگار ہے وہاں سنت حبیب پروردگار بھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں رسول اکرم مدینے میں دس سال قربانی کرتے رہے ایک اور روایت میں ہے نبی کریم نے قربانی ذبح فرما کر ارشاد فرمایا جس نے یہ عمل کیا ہماری سنت کو پالیا کہا جاتا ہے کہ قربانی کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ خود انسان کی اور یہی وجہ ہے کہ رقوم اور ہر معاشرے نے اپنے اپنے مذہبی عقائد اور نظریات کے مطابق اسے اپنائے رکھا تاریخ انسان نے سب سے پہلی قربانی انسان اول حضرت ابوالبشر سیدنا آدم کے دونوں بیٹوں نے پیش کی تھی ترجمہ۔۔۔۔۔ اور انہیں آدم کے دونوں بیٹوں کی خبر ٹھیک ٹھیک پڑھ سنائے! جب دونوں نے قربانی دی تو ایک سے قبول کی گئی اور دوسرے سے قبول نہ کی گئی (اس دوسرے نے) کہا قسم ہے میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا) پہلے نے کہا (تو لا وجہ ناراض ہوتا ہے) سورۃ المائدہ

قربانی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ترجمہ۔۔۔۔۔ ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ



ان جانوروں کو اللہ کا نام لے کر ذبح کریں جو انہیں عنایت ہوئے ہیں حدیث میں ہے کہ نبی اکرم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قربانی پر حاضر رہنے کو فرمایا۔ نبی اکرم اپنی قربانی خود کیا کرتے تھے، اس وجہ سے قربانی کرنے والے کا خود ذبح کرنا کم از کم قربانی میں ساتھ لگنا بہتر ہے اس کے علاوہ آپ قربانی کے گوشت کو خود بھی کھا سکتے ہیں، رشتہ داروں کو بھی کھلا سکتے ہیں اور غربا و مساکین کو بھی دے سکتے ہیں۔ علماء

کرام نے بعض آثار کی وجہ سے تحریر کیا ہے کہ اگر گوشت کے تین حصے کر لئے جائیں تو بہتر ہے۔

ایک حصہ اپنے لئے، دوسرا حصہ رشتہ داروں کے لئے اور تیسرا حصہ غرباء

و مساکین کے لئے، ایک اور جگہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کو

(ان جانوروں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے البتہ تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے۔ اس آیت

مبارکہ میں تقویٰ کا ذکر کر کے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے بارے میں تمہارا خلوص اور تقویٰ دیکھا

جائے گا۔ دل میں خلوص اور عمل میں تقویٰ کا رنگ جتنا زیادہ ہوگا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی کا

شرف اتنا ہی زیادہ نصیب ہوگا لہذا خلوص اور تقویٰ کے متعلق ہر ممکن کوشش کرو ترمذی میں ہے کہ

عاقل وہ ہے جو خدا کے لئے تقویٰ کرے اور اپنے نفس کا حساب لیتا رہے لیکن آج کل ہم ایک

دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں خلوص نیت کو ایک طرف رکھ کر

دکھاوے کو ترجیح دیتے ہیں، نمائشی قربانی دی جاتی ہے۔ اپنے عزیزوں، رشتہ داروں کو بڑھ چڑھ کر

دکھایا جاتا ہے جو سراسر غلط اقدام ہے ہمیں پل پل اپنا اور اپنی نیت کا احتساب کرتے رہنا چاہئے

، تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری جائز قربانیوں کا صلہ ہم کو روز محشر میں دیں۔۔۔



Writer : Samreen Yaqoob



نماز دین کا ستون ہے۔

شمیرین یعقوب۔۔۔۔۔

نماز جنت کی کنجی ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ نماز سرکارِ اعظم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

نماز قرب الہی جل جلالہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔ نماز جنت کا

راستہ ہے۔ نماز پریشانیوں اور بیماریوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔ نماز بے حیائی سے روکتی ہے۔ نماز

برے کاموں سے روکتی ہے۔ نماز مومن اور کافر میں فرق ہے۔ نماز ولایت کا ذریعہ ہے۔ نماز کی کو

سرکارِ اعظم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ نماز ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوگا۔ نماز دلوں

کا رنگ دور کرتی ہے۔ نماز بندے کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھتی ہے۔ نماز محتاجی سے بچاتی

ہے۔ نماز روحانیت کو پانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ نماز سے سکون اور قرار نصیب ہوتا ہے۔ نماز قبر

کی روشنی ہے۔ نماز پل صراط کا چراغ ہے۔ نماز کی روزِ محشر سرخروئی نصیب ہوگی اور سب سے بڑا

انعام نماز کی کو یہ ملے گا کہ اسے جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ جو لوگ نماز چھوڑ دیتے

ہیں وہ بد نصیب ہیں جو شخص نماز کو چھوڑ دیتا ہے اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے، جو

شخص ایک نماز جان بوجھ کر قضا کرے گا، دو کروڑ اٹھاسی لاکھ سال جہنم کی آگ میں جلے گا۔ بے

نماز کا حشر ہامان، فرعون اور ابی بن خلف جیسے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا۔ بے نماز کی کو جہنم

کے عبرت ناک گڑھے میں ڈالا جائے گا۔ بے نماز کی کو قبر اس طرح دبائے گی کہ اس کی پسلیاں

ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی۔ بے نماز کی پر گنجا سانپ مسلط کر دیا جائے گا۔ بے نماز کی

کی قبر میں سانپ اور پچھو چھوڑ دیئے جائیں گے۔ بے نماز کی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا

جائے۔ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس نے کفر کیا اس کو پڑھ کر زمین میں یہ سوال پیدا ہوتا

ہے کہ پھر تو نماز چھوڑنے والے شخص کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے؟ اس بات کی علماء نے یوں

توجیح بیان کی کہ نماز کو جان بوجھ کر چھوڑنے والا کفر کے قریب پہنچ گیا لہذا اس صورت میں اس کی

نماز جنازہ پڑھی جائے گی (نماز کو چھوڑنا پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہے

۔ جس نے نماز کو چھوڑا اس نے دین کے ستون کو ڈھانے میں مدد کی۔ بے نمازی دنیا و آخرت میں

ذلیل و خوار ہوگا۔ بے نمازی کو کسی عمل کا ثواب نہیں دیا جاتا۔ بے نمازی کی کوئی دعا قبول نہیں کی

جاتی۔ بے نمازی جب مرے گا تو ذلیل و خوار ہو کر مرے گا۔ بے نمازی سے خنزیر بھی پناہ مانگتا ہے۔

بے نمازی جب مرے گا تو اسے ایسی پیاس لگے گی کہ اگر پوری دنیا کا پانی پلا دیا جائے تو بھی اس کی

پیاس نہیں بجھے گی۔ مطلب یہ کہ بے نمازی پیاسا ہو کر مرے گا۔ بے نمازی پر نحوست طاری رہتی

ہے۔ بے نمازی کی روزی سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔ بے نمازی کی عمر میں برکت ختم ہو جاتی ہے

۔ بے نمازی کے چہرے سے نور ختم کر دیا جاتا ہے۔ بے نمازی کی زندگی سے سکون و قرار ختم

کر دیا جاتا ہے۔ بے نمازی کی نیند سے راحت ختم کر دی جاتی ہے۔ بے نمازی تنگ دستی اور

پریشانی کا شکار رہتا ہے۔ بے نمازی کی نزع میں سختی پیدا کر دی جاتی ہے۔ بے نمازی کی قبر تنگ

کر دی جاتی ہے۔ بے نمازی روزِ محشر ذلیل و خوار ہوگا۔ نماز کسی صورت میں معاف نہیں ہے بندہ

آنکھوں سے اندھا ہے، کانوں سے بہرہ ہے، منہ سے گونگا ہے، ہاتھ سے معذور ہے پھر بھی اس کو

نماز معاف نہیں ہے۔ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھیں۔ اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو

لیٹ کر اشاروں کے ساتھ نماز پڑھنی ضروری ہے، اسے کسی صورت میں بھی چھوڑنے کا حکم نہیں ہے

۔ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان عبادت نماز میں بے حد برکتیں ہیں۔ بندہ جب اپنے پروردگار جل جلالہ کی

بارگاہ میں سر جھکا تا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو در بدر کی ٹھوکروں سے نجات عطا فرماتا ہے، اس کو ڈاکٹر

اقبال اپنے شعر میں یوں بیان کرتے ہیں۔ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے لاکھ سجدوں سے آدمی کو دیتا ہے نجات مطلب یہ کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جب تو خشوع و خضوع کے ساتھ سجدہ ریز ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جھکنا تجھے درد جھکنے سے بچا لیتا ہے پھر تجھے اپنے پروردگار جل جلالہ کے سوا کسی کی محتاجی نہیں ہوتی۔ یہی وہ کرم ہے جو صرف نمازی کو حاصل ہوتا ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ مومن بندے کو نماز کے اندر وہ سکون اور حالات نصیب ہوتی ہے کہ وہ لذت اور حالات کسی اور چیز میں نہیں پاتا۔ روایتیں موجود ہیں تاریخ المآل ہے کہ خاصان خدا نے نماز کو کسی حال میں فوت نہیں ہونے دیا۔ 1: صحابی رسول ﷺ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز کے لئے صفیں درست فرما رہے تھے کہ آپ پر مجوسی نے نخر سے حملہ کر دیا، حملہ اتنا شدید تھا کہ آپ کے پیٹ میں سوراخ ہو گیا۔ ایسی حالت میں بھی آپ نے نماز نہ چھوڑی، سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے نماز ادا فرمائی۔ 2: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں دوران جنگ تیر لگا لیکن آپ نے نماز ادا کی اور دوران نماز آپ کے پاؤں سے تیر نکالا گیا۔ 3: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حالت نماز میں عبدالرحمن ابن ملجم نے وار کر کے زخمی کیا، زخم بہت شدید تھا مگر اس حالت میں بھی آپ رضی اللہ عنہ نے نماز ترک نہ کی۔ نواسر رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو کون نہیں جانتا۔ کربلا کی تہمتی ہوئی ریت پر تلواروں کے سائے میں، دشمنوں کے زرنے میں ہونے کے باوجود، تیروں سے چھلنی جسم اور زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود آپ نے نماز ظہر ادا کی اور حالت نماز میں ہی آپ کا سرتن سے جدا کر دیا گیا۔ سجدے میں سر کٹا کے شہ کربلا نے پیغام یہ دیا ہے جناب امام نے رشتہ خدا سے اہل وفا توڑتے ہیں مر جاتے ہیں نماز مگر چھوڑتے نہیں صحابی رسول ﷺ کو پھانسی کے پھندے پر لے جایا گیا، آپ رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ تمہاری آخری خواہش کیا ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھنے دی جائے۔ کئی صحابہ رضی اللہ عنہم، کئی اولیاء اللہ حالت نماز میں وصال فرما گئے۔ یہاں تک کہ انہیں اپنی قبر میں بھی نماز پڑھتے ہوئے لوگوں نے دیکھا۔ لہذا فکر یہ!! مگر افسوس کی بات ہے کہ ہمارے اسلاف بوقت شہادت بھی نماز نہیں چھوڑتے اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ذرا سی سردی ہو، ذرا سی گرمی ہو، سر یا کمر میں درد ہو یا ضروری کام ہو تو نماز کو چھوڑ دیتے ہیں۔ کسی نے بہت اچھے شعر میں یہ بات کہی ہے کہ نماز سے مت کہو کہ مجھے کام ہے کام سے کہو کہ مجھے نماز پڑھنی ہے ہمارا حساب الٹا ہے، ہم نماز سے کہتے ہیں کہ مجھے کام سے جانا ہے، میرا دل نہیں چاہتا، مجھ میں ہمت نہیں ہے، بہانا یہ کرتے ہیں کہ میرے کپڑے ناپاک ہیں۔ اگر پھر بھی کبھی نماز پڑھ لی تو ہماری نمازوں کا یہ حال ہوتا ہے بقول شاعر جو میں سر بسجود ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں نماز پڑھ بھی لی تو پوری دنیا کا حساب کتاب کرتے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ جسم مصلے پر ہے مگر دماغ پوری دنیا کی چیزیں گنتی کر رہا ہے۔ الغرض کہ نماز ہمیں پابندی کے ساتھ ادا کرنی چاہئے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہوں۔ نماز کو خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کریں تاکہ اس کی حالات سے ہمارے سینے پر نور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بیچ گانہ نماز باجماعت تکمیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے علاوہ نوافل کی بھی کثرت کی توفیق عطا فرمائے اور ہم جب اس پروردگار جل جلالہ کی عبادت میں ہوں، اس وقت ہمیں موت آئے۔ آمین ثم آمین۔

Writer: Alina Malik

6 September Defence Day

۶۵ کی جنگ، تاریخ کا ایک روشن باب۔

علینہ ملک۔

ہر قوم کی تاریخ میں کچھ سنہری دن ایسے ہوتے ہیں، جنہیں ہمیشہ سنہری حروف میں لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ اور جو ہمیشہ لازوال رہتے ہیں۔ زندہ قوم میں اپنی تاریخ اور اپنے ماضی کو کبھی نہیں بھولتی ہیں۔ اور اسے نہ صرف یاد رکھتی ہیں بلکہ اس سے سبق بھی حاصل کرتی ہیں۔ بلاشبہ پاکستان کی تاریخ میں بھی ایسے کئی روشن اور مثالی دن ہیں جو تاقیامت لازوال رہیں گے۔ ان میں سے ایک دن ۶ ستمبر ۱۹۶۵ کا بھی ہے، اور تاریخ کا ایسا روشن باب ہے، جب افواج پاکستان اور پاکستانی قوم نے اپنے سے پانچ گنا بڑے دشمن کے خلاف جرات اور بہادری کی وہ داستان رقم کی جو رہتی دنیا تک لازوال رہے گی۔

پاکستان کو بنے ابھی ۱۸ سال کا قلیل عرصہ ہی گزرا تھا کہ ۶ ستمبر ۱۹۶۵ کو رات کی تاریکی میں ہندوستان نے بنا کسی اعلان جنگ کے لاہور پر حملہ کر دیا۔ بھارتی فوج اور حکمران اس گھمنڈ میں تھے کہ پاکستان کے مقابلے میں صلاحیت و وسائل اور عددی برتری کی وجہ سے وہ پاکستان کو زبردست شکست دے سکتے ہیں۔ اور بھارتی جنرلوں کو یہ یقین تھا کہ وہ ۷ ستمبر کی صبح کو لاہور کے جم خانہ کلب میں فتح کا جشن منائیں گے۔ مگر وہ یہ حقیقت بھول گئے کہ زمانہ قدیم سے زمانہ جدید کی جنگوں کی تاریخ میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں رہی ہے کہ جنگوں میں فتح یا شکست کے لئے مورال ہمیشہ اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یعنی روایتی یا غیر روایتی جنگ میں جس فریق کا مورال بلند ہوگا، اس کے جنگ میں فتح یا ہار ہونے کے قوی امکانات ہونگے۔ اور بلاشبہ مسلمان قوم نے اپنی چودہ سو سالہ تاریخ میں ہمیشہ کسمپرسی اور بے سروسامانی کے باوجود نہ صرف بے شمار جنگوں میں فتح یابی حاصل کی بلکہ اکثر اوقات بے سروسامانی میں بھی دشمن کو ناکوں چنے چبوائے۔ بقول اقبال،

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ۔ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی۔

کافر ہے تو ہے تالیخ تقدیر مسلمان، مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیر الہی۔

تاریخ اسلام میں جذبہ ایمانی نے کبھی بھی عددی کمتری اور بے سروسامانیوں کو مسلمانوں کی کمزوری نہیں بنے دیا۔ مثلاً غزوہ بدر میں جذبہ ایمانی نے اپنی بے سروسامانی کے باوجود ایسے دشمن کو چت کیا، جو اس وقت کے جدید جنگی ہتھیاروں سے لیس اور عددی برتری میں مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھی۔ اسی طرح جنگ یرموک میں جذبہ ایمانی کی بدولت ۴۰ ہزار بے سروسامان اسلامی مجاہدین نے قیصریت کی عالمی طاقت کے دولاکھ لشکر کو شکست فاش سے دو چار کیا، جنگ قادسیہ میں پہلی بار اسلامی مجاہدین کا واسطہ ہاتھیوں سے مسلح لشکر سے پڑا تو یہ جذبہ ایمانی ہی تھا کہ مجاہدین کے حوصلے پست نہ ہوئے اور انہوں نے نت نئے وار کر کے ہاتھیوں پہ سوار دشمن کو تہہ بالا کر دیا، اور جنگ مدائن میں مسلمانوں نے بے خوف و خطر اپنے

اور پھر یہی جذبہ ایمانی ۱۹۶۵ کی جنگ میں پاک فوج اور پاکستانی قوم کے دلوں میں منور تھا۔ اور اسی جذبہ ایمانی نے ان کے دلوں میں عددی کمتری اور وسائل کی کمی کو کمتری یا کمزوری نہیں بننے دیا۔ بلاشبہ ۶ ستمبر کی جنگ کے دوران پوری قوم نے اپنی مسلح افواج کی حوصلہ افزائی کی اور مالی و اخلاقی امداد بہم پہنچانے کے لئے اپنے تمام اختلافات کو پس پشت ڈال کر صرف اور صرف ایک ہی مقصد کے لئے متحد ہو گئی۔ اور افواج پاکستان نے بھی بھرپور طریقے سے دشمن کی نگلی جارحیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ یہ جنگ سترہ روز تک جاری رہی، جس میں پاکستانی افواج نے بڑی جرات اور بہادری سے اپنے سے پانچ گنا بڑے دشمن کے دانت کھٹے کر دیئے، اور شجاعت اور قربانی کی وہ لازوال داستان رقم کی جس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ یہ جنگ سترہ روز تک جاری رہی اور جب بھارت کو ٹھیک ٹھاک نقصان اٹھانا پڑا اور وہ اپنے مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہا تو اس نے اقوام متحدہ میں جنگ بندی کی اپیل کر ڈالی۔ چنانچہ ۲۳ ستمبر کو یہ جنگ اقوام متحدہ کی اپیل پر روک دی گئی۔ بحر حال اس جنگ سے بھارتی افواج اور حکمرانوں کی سمجھ میں یہ بات تو اچھی طرح سے آگئی کہ پاکستانی افواج اپنے دفاع سے غافل نہیں، بلکہ اسے منہ توڑ جواب دینے کے قابل ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ۶۵ کی جنگ جب بھارت کی طرف سے شروع کی گئی تو بھارتی افواج کا نہ صرف مورال بلند تھا، بلکہ ہتھیاروں اور عددی برتری کے لحاظ سے بھی وہ پاکستان سے بہت آگے تھے۔ تو پھر کیا وجہ تھی کہ وہ اپنے مطلوبہ نتائج حاصل کرنے میں ناکام رہے، تو اس میں صرف اور صرف ایک ہی راز پوشیدہ ہے کہ ایک مومن اور مسلمان صرف اور صرف اپنے رب کی رضا اور دین حق کی خاطر لڑتا ہے، اس کے دل میں کسی بھی قسم کا لالچ یا مراعات کا حصول پیش نظر نہیں ہوتا ہے۔ اور جب توحید کی قوت اور اللہ پر ایمان کی طاقت ہو تو کسی قسم کی کمزوری یا کمی آڑے نہیں آتی، اور مومن اپنے زور بازو پر یقین رکھتے ہوئے اپنے تن، من و دھن کی بازی لگا دیتا ہے۔ اور جب اللہ کی تائید شامل ہو تو فتح و نصرت خود بخود و مقدر ٹھہرتی ہے، بے شک۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن،

نہ مال غنیمت، نہ کشور کشائی۔



ماہنامہ ستمبر 2016

ڈاکٹر جمیل کے ساتھ گفتگو

Addeela Saleem

بلوں کے مسائل

ڈاکٹر جمیل سے آن لائن گفتگو۔۔۔۔۔

ترتیب و تحریر۔۔۔۔۔ عدیلہ سلیم۔

عدیلہ سلیم: السلام علیکم۔

ڈاکٹر جمیل: وعلیکم السلام۔

عدیلہ سلیم: سب سے پہلے تو بہت شکر یہ آپ کا آپ نے ہمیں وقت دیا۔۔۔۔۔ کیسے ہیں آپ ڈاکٹر صاحب؟

ڈاکٹر جمیل: اللہ کا شکر ہے سب خیریت ہے۔۔۔۔۔

عدیلہ سلیم: آج کل کیا مصروفیات ہیں آپ کی؟

ڈاکٹر جمیل: گورنمنٹ جاب ہے اور کلینک اور پھر فیس بک پر بھی ساتھ ساتھ مریضوں کو دیکھتا ہوں۔۔۔۔۔

عدیلہ سلیم: اپنے بچپن اور تعلیم کے بارے میں کچھ بتائے کہ کہاں گزرا اور تعلیم کہاں سے حاصل کی اور اب کہاں رہائش پذیر ہیں؟

ڈاکٹر جمیل: میں نے DHMS، LLB، Msc کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ میرے والد سرکاری ملازم تھے بلوچستان میں اور ہردو، تین

سال کے بعد ان کی پوسٹنگ ہو جاتی تھی دوسرے شہر میں اس لئے کسی ایک شہر سے تعلیم حاصل نہیں کی۔۔۔۔۔

عدیلہ سلیم: میڈیکل کی طرف آپ کا اپنا رجحان تھا یا والدین کی خواہش؟

ڈاکٹر جمیل: رجحان تو تھا میڈیکل کی طرف مگر میرا داخلہ نہیں ہو سکا جس کی وجہ سے Msc کے بعد LLB کیا اور اب اور ٹائم ملا تو

DHMS کر کے ہو میو پیٹھک ڈاکٹر بن گیا۔ میری دادی امی مجھے بچپن میں ڈاکٹر کہہ کر بلاتی تھیں شاید انہیں کی دعائیں ہیں کہ

میں آج ڈاکٹر بن گیا۔۔۔۔۔

عدیلہ سلیم: آج کل بیماریاں کافی پھیلی ہوئی ہیں، آپ کا کیا خیال ہے کہ لوگ کس طرح ان بیماریوں سے بچ سکتے ہیں؟

ڈاکٹر جمیل: آجکل بہت سی بیماریاں ایسی پھیلی ہوئی ہیں جن کا نام ہم نے اپنے بچپن میں سنا بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔ اس کی ایک اہم وجہ وہ

کھا دہے جو ہم اپنی فصلوں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔۔۔۔۔ آج کے دور میں خالص غذا میسر نہیں جس کی وجہ سے بہت سی بیماریاں

پھیل گئی ہیں۔۔۔۔۔ بیماریوں سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی ڈائٹ کا خیال رکھیں، پانی زیادہ پیئیں اور تازہ سبزیاں اور پھل کا

استعمال کریں روزانہ ورزش کریں یا پھر کم از کم چل قدمی ضرور کریں۔۔۔۔۔

عدیلہ سلیم: آج کل کوئی بیماری عام ہے کہ لوگ ان بیماریوں کو معمولی جان کر تسلی بخش رہتے ہیں؟

ڈاکٹر جمیل: ہمارے یہاں بلڈ پریشر اور شوگر کی بیماری عام ہو چکی ہے اور لوگ اس کا خیال بھی نہیں رکھتے جبکہ یہ ایسی بیماری ہے جو

انسان کو اندر ہی اندر ختم کر دیتی ہے اور پتہ بھی نہیں چلتا۔۔۔۔۔

ماہنامہ ستمبر 2016

عدیلہ سلیم: میں نے کافی مرد و خواتین کو اپنے بالوں کے معاملے میں پریشان پایا ہے۔ مرد حضرات کا کہنا ہے کہ بال جھڑ جاتے ہیں اور خشکی بھی رہتی ہے۔ اس کی کیا وجوہات ہو سکتی ہیں؟

ڈاکٹر جمیل: بال انسان کی شخصیت کو خوبصورت بناتے ہیں اسی لئے ہر مرد اور عورت اپنے بالوں کی وجہ سے پریشان دکھائی دیتا ہے۔۔۔۔۔ بالوں کے گرنے کی اہم وجہ خشکی ہے جو ہماری ڈائٹ اچھی نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اگر ہم اپنی ڈائٹ ٹھیک کر لیں تو خشکی سے بچ سکتے ہیں اور اس طرح بال بھی گرنا بند ہو جائیں گے۔

عدیلہ سلیم: خواتین کا کہنا ہے کہ انکے بال نازک، ہلکے اور گرنے کا عمل آج کل بہت زیادہ ہے، اس کی کیا وجوہات ہیں؟
ڈاکٹر جمیل: جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا کہ اچھی ڈائٹ نہ ہونے اور خشکی کی وجہ سے بال گرتے اور کمزور ہوتے ہیں لہذا اپنی خوراک پر خصوصی توجہ دے کر اور بالوں کی خاص نگہداشت کر کے ہی ان مسائل سے نمٹا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔

عدیلہ سلیم: بالوں کے مسائل کیوں جنم لیتے ہیں؟ کیا خوراک بہتر نہ ہونا اس کی وجہ ہے یا مختلف اقسام کے شیمپو اور تیل کا استعمال؟
ڈاکٹر جمیل: بال انسان کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں اسی لئے مرد اور عورت اس کو اچھا رکھنے کے لیے پریشان رہتے ہیں چنانچہ کسی نے کچھ بھی بتایا یا وی پر کوئی شیمپو کا اشتہار دیکھا تو اسے استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں چاہے وہ ان کے حق میں بہتر ہے کہ نہیں۔۔۔۔۔ جبکہ دوسرے ممالک میں لوگ اپنی جلد اور بالوں کے لیے ڈاکٹر سے رجوع کرتے ہیں اور اس سلسلے میں بہت خرچ کرتے ہیں جبکہ ہمارے ہاں لوگ مفت مشورہ چاہتے ہیں اور پھر نقصان بھی اٹھاتے ہیں۔۔۔۔۔

عدیلہ سلیم: کیا بال روزانہ شیمپو کرنے چاہیے؟

ڈاکٹر جمیل: اپنے بالوں کو صحت مند رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی صفائی کا خیال رکھا جائے تو بالوں کو روزانہ نہ سہی ایک دن چھوڑ کر ضرور شیمپو کرنا چاہیے مگر اس سلسلے میں ایک بات کا خاص خیال کہ آپ جو شیمپو استعمال کر رہے ہیں اس میں کیمیکل زیادہ مقدار میں نہ ہو کیونکہ کیمیکل بالوں کے لیے بہت نقصان دہ ثابت ہوتا ہے چنانچہ اچھے ہینر اسپیشلسٹ سے پوچھ کر شیمپو اور تیل کا استعمال اپنی بالوں کی ساخت کے مطابق کریں۔۔۔۔۔

عدیلہ سلیم: آپ کے خیال میں بالوں کے لیے بہترین شیمپو اور تیل کونسا ہے؟ جس سے بال گھنے۔ لمبے اور مضبوط ہوں؟
ڈاکٹر جمیل: میں اپنے مریضوں کو ہومیو کے شیمپو اور تیل تجویز کرتا ہوں ان کے مسائل کو دیکھتے ہوئے اور اللہ کا شکر ہے کہ لوگوں کو بہت فائدہ ہوا ہے۔۔۔۔۔

عدیلہ سلیم: بال اگر کم عمری میں ہی سفید ہونے لگیں تو کیا کرنا چاہیے؟

ڈاکٹر جمیل: کم عمری میں بال سفید ہونے کی کئی وجوہات ہیں ایک اچھی خوراک نہ کھانا دوسرا ہر وقت پریشان رہنا اور تیسرا بالوں میں حد سے زیادہ خشکی (ڈیڈ ف) کا ہو جانا بھی اس کی اہم وجوہات ہیں۔۔۔۔۔

عدیلہ سلیم: بالوں کو گھٹنا کیسے کیا جاسکتا ہے؟

ڈاکٹر جمیل: خود کو ریٹکس رکھیں خوراک میں مچھلی دودھ اور انڈے کا استعمال رکھ کے آپ بالوں گھٹنا رکھ سکتے ہیں اور Arnica شیمپو کا

استعمال کر کے آپ اپنے بالوں کو بہتر کر سکتے ہیں

عدیلہ سلیم: کس طریقے سے مرد و خواتین کو اپنے بالوں کی حفاظت کرنی چاہیے؟

ڈاکٹر جمیل: جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ اپنی ڈائٹ کا خیال رکھیں زیادہ پانی پیئیں، روزانہ بالوں کو اچھے شیمپو سے دھویں۔۔۔۔

فاسٹ فوڈ اور چکنی چیزوں سے پرہیز کریں تو بال خوبصورت اور صحت مندر ہیں گے۔۔۔۔

عدیلہ سلیم: کیا گرمی اور سردی کے موسم کے لحاظ سے شیمپو اور تیل استعمال کرنا چاہیے؟

ڈاکٹر جمیل: نہیں ضروری نہیں بس موسم کے لحاظ سے خوراک پر توجہ دینی چاہیے۔۔۔۔

عدیلہ سلیم: کیا لوگوں کی نیچر بھی اس کی صحت پر اثر انداز ہوتی ہے؟ اگر ہوتی ہے تو بالوں پر لوگوں کی نیچر کا کیا ملاپ ہے؟

ڈاکٹر جمیل: جی ہاں کسی کی نیچر بھی اس کی صحت پر اثر انداز ہوتی ہے کچھ لوگ ضرورت سے زیادہ اسٹریس لیتے ہیں پریشان ہونا فطری

عمل ہے مگر پریشانی کو خود پر حاوی کر کے کھانا پینا چھوڑ دینا بہت نقصان دہ ثابت ہوتا ہے جس کے نتیجے میں بال سفید ہونے اور

جڑنے لگتے ہیں۔۔۔۔ اپنے غصے کو کنٹرول رکھیں اور خوش رہنا سیکھیں خوراک کا خیال رکھیں تو بیماری سے بھی دور رہیں گے۔۔۔۔

عدیلہ سلیم: آپ عوام کو ست رنگ میگزین کے ذریعے کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر جمیل: میں یہی پیغام دینا چاہوں گا کہ اگر ڈائٹ اچھی ہو تو سب اچھا اس لیے اپنی خوراک میں دودھ، مچھلی، انڈے، سبزیوں

اور پھلوں کا استعمال کریں۔۔۔۔ چکنی اور مرچ مصالحہ دار غذاؤں، گائے کے گوشت اور سوفا ڈرنک سے پرہیز کریں تو ہمیشہ صحت

مند رہیں گے۔۔۔۔

عدیلہ سلیم: ست رنگ میگزین کی ٹیم کو کوئی پیغام؟

ڈاکٹر جمیل: سات رنگ میگزین کی ٹیم بہت اچھا کام کر رہی ہے اور میں بہت شکر گزار ہوں کہ آپ لوگوں نے مجھے عزت بخشی

اور میں دعا گو ہوں کہ آپ اسی طرح لوگوں کو اپنے میگزین کے ذریعے اچھی باتیں بتاتے رہیے۔۔۔۔

اللہ حافظ۔۔۔۔

میگزین

سب سے

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائس کو الٹی پی ڈی ایف
ایڈ فرس لنکس
ایک کلک سے ڈاؤن لوڈ
ڈاؤن لوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر
کتاب کی مختلف سائزوں میں اپلو ڈنگ
ناولز اور عمران سیریز کی مکمل ریجنج

Click on <http://paksociety.com> to Visit Us

<http://fb.com/paksociety>

<http://twitter.com/paksociety1>

<https://plus.google.com/112999726194960503629>

پاک سوسائٹی کو فیس بک پر جوائن کریں

پاک سوسائٹی کو ٹویٹر پر جوائن کریں

پاک سوسائٹی کو گوگل پلس پر جوائن کریں

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس

بک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

Dont miss a singal one of your Favourite Paksociety's Update !

- i. Open Paksociety Page.
- ii. Click Liked.
- iii. Select Get Notifications.
- iv. Select See First.

All Done

Like Message

Get Notifications
Add to Interest Lists...

Unlike

IN YOUR NEWS FEED

See First
See new posts at the top of News Feed

Default
See posts as usual

Unfollow



”وقت کا صحیح استعمال۔۔۔

افشاں شاہد۔۔۔ کراچی

وقت ایک قیمتی اور بیش بہا خزانہ ہے جو لوگ وقت کی قدر نہیں کرتے وقت ان کی قدر نہیں کرتا۔ آج کا کام کل پر چھوڑنے والے اور ابھی تو بہت وقت پڑا ہے بعد میں کر لیجئے اس قسم کی سوچ رکھنے والے لوگ زندگی میں کبھی کامیاب نہیں ہوتے کیونکہ کامیابی ہمیشہ ان کے قدم چومتی ہے جو وقت کا سوچ سمجھ کر استعمال کرتے ہیں اور وقت کے ایک ایک لمحے سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ آجکل جس کو دیکھو وقت کی کمی کا رونا روتا ہوا دکھائی دیتا ہے خواتین کو یہ شکوہ ہے کہ انہیں گھر کے کام کاج سے ہی فرصت نہیں ملتی کہ وہ اپنی ذات کے لئے کچھ وقت نکال سکیں تو مرد حضرات کے اپنے رونے ہیں کہ مالی مسائل کی وجہ سے وہ اپنی فیملی کو وقت نہیں دے پاتے جبکہ اس مسئلے کا واحد اور آسان حل یہ ہے کہ وقت کی صحیح تقسیم کی جائے ایک بھی لمحے کو ضائع نہ کیا جائے اور درج ذیل..... باتوں کا خیال رکھا جائے۔

”غور کریں“

سب سے پہلے اس بات پر غور کیا جائے کہ ہم پورا دن کن کاموں میں صرف کرتے ہیں۔ کیا ہم..... اپنا وقت ان کاموں کو پایا تکمیل تک پہنچانے میں خرچ کرتے ہیں جو کہ نہایت اہم اور ضروری ہیں۔ اور جن کو کیسے بنا کو گزارا نہیں۔ اکثر افراد اور خاص طور پر خواتین کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنا بیشتر وقت فضول کاموں میں ضائع کر دیتی ہیں جیسے کہ فون پر باتیں کرنا یا ٹی وی دیکھنا اور پھر وقت کی کمی کے رونے روتی ہے ہر کام کرنے کا ایک وقت ہوتا ہے جس طرح رات سونے کے لیے ہوتی اور دن کام کرنے کے لیے اسی طرح کام کے وقت باتیں کرنا اپنے وقت کو ضائع کرنے کے مترادف ہے

شیڈول..... ترتیب دیں

ہر فرد کو اور خاص طور پر خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنا شیڈول ترتیب دیں صبح بیدار ہونے کے ساتھ ہی ایک عدد ڈائری میں آج کے اپنے تمام ضروری کام لکھ لیں اور یہ تمام کاموں کی انجام دہی کے وقت موبائل کا ہرگز استعمال نہ کریں اگر کوئی بہت ضروری کال ہو تو ہی اسے جواب دیں ورنہ..... نظر انداز کر دے بے شک فارغ ہو کر آپ ان سے خود رابطہ کر لیں اس طرح نہ صرف آسانی سے اور وقت مطابق پر سارے کام مکمل ہو جائیں گے بلکہ خواتین کو اپنی ذات پر توجہ دینے کے لیے بھی کچھ وقت میسر آ جائیگا۔

گھڑی کے ساتھ چلیں

دوسری ضروری چیز کا یہ خیال رکھیں کہ گھڑی کے ساتھ چلیے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایک لمحے کو قیمتی جانیں اور اس کا صحیح طور پر استعمال بھی کریں گھڑی کے ساتھ اپنا مقابلہ کریں اپنے آپ کو ایک ٹاسک دیں مثال کے طور پر آپ کو کرنا ہے تو آدھے گھنٹے کا وقت اپنے آپ کو دیں اس وقت میں اگر آپ نے کرنا صاف کر لیا تو آپ گھڑی سے جیت جائیں گی۔ اس طرح نہ صرف کام..... جلدی بھی ہو جائے گا ساتھ ساتھ آپ کام سے لطف اندوز بھی ہوگی اور آہستہ آہستہ آپ کے کام کرنے کی رفتار میں بھی اضافہ ہو جائے گا

”منصوبہ بندی کریں“

جب انسان پہلے سے ہی کسی کام..... کی منصوبہ بندی کر لیتا ہے تو پھر وہ..... اس کام کو با آسانی عملی

جامہ پہنا سکتا ہے کیونکہ اس کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے انسان کو زیادہ محنت و مشقت نہیں کرنی پڑتی کیونکہ اس کے پاس اس کام کے بارے میں تمام معلومات ہوتی ہیں اس طرح بغیر کسی پریشانی کے وہ کام مکمل ہو جاتا ہے مثال کے طور پر اگر کوئی خاتون کسی خاص موقع پر کچھ کھانے میں اہتمام کرنا چاہتی ہے اور اگر وہ خاتون پہلے سے ہی منصوبہ بندی کر لیتی ہے کہ اسے کیا کیا ڈشز بنانی ہیں اور وہ ان ڈشز کے تمام اجزاء کی بھی وہ پہلے سے ہی تیاری کر کے رکھتی ہے تو نہ صرف تیار ڈشز وقت سے پہلے بن جائیں گی۔ ساتھ ہی ایک خوشی کا احساس بھی بیدار ہوتا ہے۔

رات دیر سے سونا اور پھر دوپہر بارہ بجے بیدار ہونا یہ عادت بھی آپ کی زندگی میں بے سکونی لانے کا باعث بنتی ہے کیونکہ جب صبح ہی اتنی دیر سے ہوگی تو پھر تمام کام بھی دیر سے ہی ہونگے اور جب کام وقت پر نہیں ہوتے تو گھر کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اس لیے جلدی سونے اور صبح سویرے بیدار ہونے کی عادت اختیار کرنی چاہیے اس طرح نہ صرف وقت کی بچت ہوتی ہے اور زندگی میں بھی توازن برقرار رہتا ہے۔

غرض اگر ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ نہ صرف وقت مقررہ پر سارے کاموں کی انجام دہی ہو سکتی ہے اور ساتھ ہی آپ کو زیادہ وقت بھی حاصل ہو سکتا ہے جس میں آپ اپنے تمام من پسند کام کر سکتے ہیں۔



موجود نہ تھا جب بھی انسان کے پاس دوسرے انسان کے لیے وقت دستیاب تھا لوگ ایک دوسرے سے ملتے جلتے تھے گھروں پر دعوتوں کا اہتمام ہوتا تھا لیکن آج جب ہاتھوں کی جگہ مشینوں نے لے لی ہے گھنٹوں کا کام منٹوں میں ہو رہا ہے لیکن پھر بھی انسان کے پاس نہ اپنے لیے وقت ہے اور نہ ہی اپنے عزیز واقارب کے لئے اور اس وقت کی کمی کی بنیادی وجہ موبائل اور انٹرنیٹ ہے کیونکہ تمام لوگوں میں خواہ وہ بچے ہو یا بڑے مرد ہوں یا خواتین ہر صنف میں موبائل اور انٹرنیٹ کا استعمال اتنا فروغ پا چکا ہے کہ ہم اپنے انتہائی اہم کام کو بھی اس کے لئے نظر انداز کر دیتے ہیں اور یوں کام کا بوجھ بڑھتا جاتا ہے

انٹرنیٹ اور موبائل کا استعمال کوئی بری بات نہیں لیکن اس کو سر پر سوار کر لینا اور اس کے لئے اپنے ضروری کاموں کو موقف کرنا سر بیوقوفی ہے، ان چیزوں کا استعمال کیجیے لیکن جب جب آپ

افسانہ

محمود ظفر اقبال ہاشمی

زمین پر اتر ا ہوا پاگل چاند

ماہنامہ ستمبر 2016

افسانہ۔۔۔

زمین پر اتر اہوا پاکل چاند

حنین امراء کی اس پر شور محفل سے تنگ آ کر سب سے نظریں بچاتے ہوئے باہر نکل آئی مگر بد قسمتی سے آج چودھویں کی رات تھی۔ جو کچھ اس کے ساتھ پچھلے چند برسوں میں ہوا تھا اس کے بعد اسے چودھویں کے کھلکھلاتے ہوئے چاند اور اس کی نقرئی روشنی سے جڑ سی ہو گئی تھی۔ اسے یوں لگا کرتا تھا جیسے چودھویں کی رات صرف اس کے ساتھ ہوئی بے وفا یوں کا چرچا کرنے آیا کرتی تھی۔

اور پھر وہی ہوا!

جونہی اس کی نظر چاند پر پڑی ایک آشنا مردانہ آواز پھر سے جاگ اٹھی اور کوئی اس کی سماعتوں میں پگھلا ہوا سیسہ نئے سرے سے اُٹھیلنے لگا۔

ہنی! یہ جو چودھویں کا پورا چاند ہے نا۔۔۔۔۔ مجھے یہ تب تک آدھا اور ادھورا نظر آتا ہے جب تک اس پر تمہاری ستارہ آنکھوں کی پوری چمک نہیں پڑتی!

'اس پورے چاند کے ارد گرد پھیلا ستاروں کا جنگل غور سے دیکھو۔۔۔۔۔ یہ دراصل تمہاری خوبصورت آنکھوں سے آزاد ہونے والی نظریں ہیں جنہوں نے آسمان اور چاند دونوں کو سجا ڈالا ہے!'۔۔۔ یہ جو چودھویں کا چاند ہے نا۔۔۔۔۔ مجھے جنون کی حد تک پسند ہے۔۔۔ میرے بس میں ہوتا تو تمہیں شادی کی پہلی رات منہ دکھائی میں تمہیں چودھویں کا چاند دیتا اور اس کی ساری کی ساری روشنی تمہاری مانگ میں بھر دیتا!

فرط جذبات سے جب حنین کے لب تھر تھرانے لگے تو اس نے بے اختیار اپنے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لئے۔ آوازیں تو تھم گئیں مگر کرب وانگن کی کسی ٹریجک دھن کی طرح پس منظر پر بدستور متحرک تھا۔ پچھلے ایک برس وہ اپنی زندگی کے مشکل ترین دور سے گذری تھی۔ جس سے اس نے ٹوٹ کر محبت کی تھی شادی کے پہلے سال اس کی انا اور تحکمانہ رویے کا پاکل پن اس کی ذات اور اس رشتے کو بڑی بے رحمی کے ساتھ زندہ نگل گیا تھا۔ طلاق کے بعد وہ جب نیم پاکل سی ہو گئی تو شہر کے نامور ملیر نفسیات سے چھ ماہ کے صبر آزما علاج کے بعد اب کہیں جا کر وہ زندگی کی ڈگر پر اپنے قدم جما کرنے سے چلنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ ہر بار آنکھوں اور آنسوؤں سے پگھا معاہدہ کرتی مگر اس کے اطراف میں بکھری ان گنت یادیں کوئی نہ کوئی بھیس بدل کر اسے آزمانے چلی آتیں اور ہر بار معاہدہ ٹوٹ جاتا!

آج پھر ایسا ہی ہوا تھا!

وہ اپنے دونوں ہاتھ بگلوں میں دبائے وسیع لان کے تقریباً وسط میں چلی آئی تو دفعتاً اس احساس ہوا جیسے لان میں پڑے ایک بیچ پر کوئی پہلے سے موجود تھا۔ اس کی طرف پشت کئے، اپنی دونوں ٹانگیں بیچ پر رکھے اور ان کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار بنائے وہ ٹھنکی باندھ کر سر اٹھائے چاند کی طرف دیکھ رہا تھا اور شاید کچھ کہہ بھی رہا تھا جسے وہ پوری طرح سننے سے قاصر تھی۔ وہ متحس انداز میں آہستہ آہستہ اس کے پیچھے جا کھڑی ہوئی۔ اب اس کی آواز اسے بالکل صاف سنائی دے رہی تھی۔ وہ بھاری بھری آواز چاند سے مخاطب تھا!

'تمیں سارا دن آپ کا انتظار کرتا ہوں چند اماموں۔۔۔۔۔ چند اماموں مجھے آپ سے اتنی ہی محبت ہے جتنی اپنے بچپن کے لمبے قد والے دوست یوکلپس اور مانورانی سے۔۔۔۔۔ آج جب میں کمرے سے باہر آیا تو آپ میرے دوست یوکلپس کے کاندھے پر سر رکھے میرا انتظار کر رہے تھے نا۔۔۔۔۔ ہم تو صرف رات کو ہی مل سکتے ہیں ناں اور وہ بھی آدھا مہینہ۔۔۔۔۔ دیکھ لیجیے گا تمیں ایک دن بہت سے گھوڑوں والی ایک رتھ پر سوار ہو کر نکلوں گا اور آپ کے پاس ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آ جاؤں گا۔۔۔۔۔ تمیں آپ کو چھوٹا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ آپ کے گلے لگنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ تمیں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں ناں۔۔۔۔۔ اس لئے!'

اس شخص کی آواز میں بچوں کی سی معصومیت اور عجیب سا کرب تھا۔ اسے لگا جیسے کسی نے اس کے تازہ تازہ بھرے زخم پر دونوں انگوٹھے رکھ کر نہیں اتنی زور سے دبا دیا کہ خون اور درد پورے کے پورے باہر آ گئے ہوں۔ ضبط کرتے کرتے بھی بے اختیار اس کی سسکی نکل گئی! اپنی پشت پر سسکی کی آواز سن کر وہ شخص بولتے بولتے رک گیا اور چونک کر کھڑا ہو گیا۔ کچھ لمحے وہ اس کی طرف پشت کئے ساکت کھڑا رہا اور پھر خوفزدہ انداز میں اس کی طرف پلٹا۔

وہ ایک سترہ اٹھارہ سالہ نوجوان نہیں جیسے چودہویں کا چاند تھا جو زمین پر اتر آیا تھا!

ملکبے اندھیرے میں اس کا گورا چٹا چہرہ پورے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ یونانی دیوتاؤں کے سے آفاقی نقوش رکھنے والے اس خوبصورت نوجوان کی آنکھوں میں خوف، حیرانی اور اجنبیت کی دھجی دھجی سی روشنی تھی۔ لہ بھر کو جیسے کائنات کی سب آوازیں دم توڑ گئیں۔ وہ بے خودی کے سے عالم میں کھوئے کھوئے انداز میں چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

'آپ کو چند اماموں نے بھیجا ہے ناں؟۔۔۔۔۔ آپ تو رو رہی ہیں۔۔۔۔۔ چند اماموں کہتے ہیں جو لوگ چاند پر رہتے ہیں اور غلطی سے زمین پر آ جاتے ہیں ان کی زبان یہاں کوئی نہیں سمجھتا۔۔۔۔۔ وہ آپ کی طرح اور میری طرح اپنے پھڑے ہوئے دیس کو یاد کر کے روتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔ آپ مت روئیں۔۔۔۔۔ تمیں جب اپنے دیس کو ٹوں گا تو آپ کو اپنی رتھ پر

اپنے ساتھ بٹھا کر ساتھ لے جاؤں گا۔۔۔ میں آپ کو کبھی رونے نہیں دوں گا۔۔۔ پھر آپ اور تمہیں چاند پر بیٹھ کر بہت سی باتیں کیا کریں گے اور اوپر سے زمین پر بہت سے پاگلوں کو دیکھ دیکھ کر خوب ہنسا کریں گے! آپ کون ہیں؟ اسے اپنی آواز کہیں دُور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

تمہیں؟۔۔۔ میں تو کوئی بھی نہیں ہوں۔۔۔ سب یہی کہتے ہیں!۔۔۔ میرے بابا بھی۔۔۔ میری ماما بھی۔۔۔ بھیا بھی۔۔۔ اور اپنا بھی۔۔۔! نوجوان نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

کون؟۔۔۔ آپ کن کی بات کر رہے ہیں؟

وہی۔۔۔ جن کا یہ گھر ہے۔۔۔

آپ انکل جیلانی کی بات کر رہے ہیں؟۔۔۔ مطلب آپ ان کے؟؟

وہی تو میرے بابا ہیں۔۔۔ اور میں ان کا بیٹا ہوں۔۔۔ جنید۔۔۔ مگر نجانے کیوں وہ سب میری زبان سمجھتے اور میں ان کی زبان نہیں سمجھتا۔۔۔

آپ مجھ سے بات کیجئے۔۔۔ مجھے یقین ہے ہم دونوں ایک ہی زبان بولتے ہیں۔۔۔ اچھا تو پھر بتائیے آپ کیوں رورہی تھیں؟۔۔۔

تمہیں پچھلے کچھ عرصے کے دوران کچھ لوگوں کے پاگل پن کی وجہ سے بہت روئی ہوں۔۔۔ شاید بہت حساس ہو گئی ہوں۔۔۔ اس لئے میری آنکھیں میں نمی اب ہمیشہ کے لئے ٹھہر گئی ہے!

پہلے تمہیں بھی اکیلا تھا۔۔۔ بہت روتا تھا۔۔۔ پھر تمہیں نے اپنے چند اماموں سے دوستی کر لی۔۔۔

اب تمہیں ان سے بہت سی باتیں کرتا ہوں۔۔۔ وہ میری بات بہت پیار سے سنتے ہیں۔۔۔ میرے کچھ سوالوں کے جواب تو وہ اللہ میاں سے لے کر دیتے ہیں۔۔۔ اسی لئے اب مجھے کبھی رونا نہیں آتا!

آپ چاند سے اور اللہ میاں سے کیا سوال کرتے ہیں؟

بہت سے۔۔۔ اس دنیا میں لوگ ایک دوسرے کے ساتھ پیار کیوں نہیں کرتے۔۔۔ ایک دوسرے کو اتنی آسانی سے

کیوں مار دیتے ہیں۔۔۔ پہلے بناتے ہیں پھر سب کچھ خود ہی توڑ دیتے ہیں۔۔۔ اگر اللہ میاں درختوں، تلیوں، پرندوں،

بارشوں اور موسموں کو زبان دے دیتے تو کیا وہ بھی ہم انسانوں کی طرح ایک دوسروں کے ساتھ ایسے ہی بولتے۔۔۔

پاگلوں کی طرح ایک دوسرے کو نقصان پہنچاتے؟۔۔۔ اور یہ کہ سب انسان ایک دوسرے کے اتنے اچھے دوست کیوں نہیں

بن سکتے جتنے تمہیں اور چند اماموں ہیں؟

'انسان ایک دوسرے کے اچھے دوست ہو سکتے ہیں جنید۔۔۔۔۔ یقین نہ آئے تو آپ میرے دوست بن کر دیکھیں!'

'مجھ سے کیوں؟۔۔۔۔۔ آپ چند امانوں کے ساتھ دوستی کیوں نہیں کرتیں؟'

'آپ سے دوستی کر کے مجھے لگے گا جیسے میری چاند سے دوستی ہوگئی۔۔۔۔۔ intellectuals کے بھیس میں پاگلوں سے دوستی کر کے میں پہلے ہی بہت نقصان اٹھا چکی ہوں۔'

'اچھا تمیں سوچتا ہوں!' جنید اپنی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر دوستی کی اس تجویز پر ابھی غور کر رہی رہا تھا کہ عین اسی وقت ایک ادھیڑ عمر عورت جنید کو ڈھونڈتی اور پکارتی ہوئی ان کے پاس چلی آئی اور آتے ہی اس نے جنید کا ایک کان اور ہاتھ یوں پکڑ لئے جیسے کوئی پولیس والا کسی چور کو رینگے ہاتھوں پکڑتا ہے!

'معاف کیجئے گا بی بی۔۔۔۔۔ ہمارے بڑے صاحب کا چھوٹا بیٹا ہے۔۔۔۔۔ پاگل ہے۔۔۔۔۔ اس کا ذہنی توازن درست نہیں۔۔۔۔۔ ذرا سا ادھر ادھر ہو جاؤں تو باہر نکل آتا ہے اور جو سامنے نظر آئے اسے پریشان کرنے لگتا ہے۔۔۔۔۔ چلو اندر آج تمیں تمہاری خبر لیتی ہوں۔۔۔۔۔ ناک میں دم کر ڈالا ہے اس پاگل نے!'

اور پھر وہ عورت دیکھتے ہی دیکھتے زمین پر اترے ہوئے اس پاگل چاند کو تقریباً دھکیلتی ہوئی یوکلپٹس کی اوٹ میں پھیلے اندھیرے میں گم ہوگئی۔ حیرت سے گنگ حنین نے بے یقینی کے عالم میں سر اٹھا کر چاند کی طرف دیکھا۔ intellectuals اور ذی ہوش لوگوں کی دنیا پر پھیلا چاند اپنی روشنی سمیٹتے ہوئے شرمندگی کے مارے ایک بدلی کی اوٹ میں جا چھپا تھا!!!

محمود ظفر اقبال ہاشمی۔۔۔۔۔





پاکستان میں گاڑی چلانے کا تجربہ۔۔۔۔۔

تحریر۔۔۔۔۔ ابن ریاض۔۔۔۔۔

سعودی عرب میں ہم گاڑی چلا چکے ہیں اور ہمارے قارئین اس کے احوال سے بھی واقف ہیں۔ اب کی بار ہم پاکستان میں بھی اپنا ہنر آزمانے کے متمنی تھے مگر ہمارے پاس گاڑی نہیں تھی۔ ہماری ڈرائیونگ کا حال پڑھ کر ہمیں کوئی اپنی گاڑی دینا بھی نہیں ہے۔ سو پچھلے سال تو یہ خواہش حسرت ہی رہی مگر اس بار ہماری یہ آرزو پوری ہو گئی۔ ہمارے انکل نے ہمیں اپنی گاڑی چلانے کی پیشکش کی کہ ہم تو چلا تے نہیں ہماری گاڑی چلا لو۔ گاڑی بھی چل جائے گی اور تم لوگوں کو بھی آنے جانے میں آسانی ہوگی۔ ہم نے ان کا شکر یہ ادا کیا اور کہا کہ ضرور چلائیں گے۔ کہنے لگے کہ ابھی لے جاؤ۔ ہم پریشان ہو گئے کہ ہماری ڈرائیونگ پر اتنا اعتبار ہے کہ گاڑی سے جان چھڑوانا مقصود ہے مگر دل کو تسلی دی کہ انہوں نے ہماری ڈرائیونگ ابھی دیکھی ہی کہاں ہے۔

سعودی عرب میں گاڑی بائیں ہاتھ پر چلائی جاتی ہے جبکہ یہاں دائیں ہاتھ پر۔ یعنی کہ سب کچھ الٹا۔ وہاں ہم دائیں ہاتھ سے گیر لگاتے تھے یہاں یہ کام بائیں ہاتھ سے کرنا تھا۔ ادھر سمت کی نشان دہی کرنے والا ڈنڈا بائیں ہاتھ تھا یہاں سیدھے ہاتھ۔ مزید برآں دوسری گاڑی کے کیریج کا استعمال ایسے ہی ہے جیسے بندہ اپنے نمبر کی ہی دوسری عینک لگا لے۔ ایک دو دن سرور نہیں جاتا۔

ہم نے انکل سے کہا کہ ابھی ہمیں تھوڑی سی مشق کرنے دیں چند دن بعد ہم لے جائیں گے۔ ہمارے سرال میں گاڑی ہے وہاں ہم چلائیں گے اور اس کے بعد یہ لے جائیں گے۔ سرال والے بیٹی دے دیتے ہیں تو گاڑی دینا کیا مسئلہ ہے۔ سرال میں گھر کے گرد اتار ش بھی نہیں سو سکون والی سڑکوں پر ہم نے کچھ گاڑی چلائی مگر وہ کچھ اتنی اچھی نہیں تھی۔ گیر لگانے میں مسئلہ ہو جاتا تھا اور پھر جب ہم مڑتے ہوئے انڈیکیٹر لگاتے تھے تو اس کی بجائے شیشے کے واپر چلنا شروع ہو جاتے تھے اور ہم اچھے خاصے الجھ جاتے تھے۔ بس ایسے ہی مشق ہوئی ہماری اور ہم نے سوچا کہ بڑی اورا ہم شاہراؤں پر تو یہ بہت سنگین غلطی ثابت ہو سکتی ہے۔

سرال سے واپس آئے تو رمضان شروع ہو گیا اور مزید کسی مشق کا موقع ہی نہ ملا۔ یوں بھی ہمارے پاس پاکستان میں وقت کم ہے تو سوچا کہ اللہ کا نام لے کر لے آتے ہیں۔ بھلا خشکی پر رہ کر بھی کبھی کسی نے تیرا کی سیکھی ہے۔ دو دن قبل ہم نے فون کیا کہ ہم کچھ دیر میں آ کر گاڑی لے جائیں گے۔ ہم اپنے بھائی کو لے کر پنی ڈبلیو ڈی سے خیابان سرسید گئے۔ یہ کوئی بیس پچیس کلومیٹر کا راستہ ہوگا۔ ہم وہاں پہنچے، کچھ دیر کپ شپ کی اور پھر گاڑی کی چابی مانگی۔ ہمیں چابیوں کا گچھا پکڑا دیا گیا۔ ہم نے

کہا کہ گھر کی چابی رہنے دیں، گاڑی کی چابی کافی ہے۔ کہنے لگے یہ سب گاڑی کی چابیاں ہیں۔ ایک گاڑی کو چوری سے بچانے کے لئے تالے کی چابی، ایک گھیر کے گرد پڑے تالے کی چابی، ایک ڈگی کی چابی اور ایک گاڑی سٹارٹ کرنے کی چابی۔ کمال ہی ہو گیا۔ سعودی عرب میں تو ہم ایک ہی چابی سے کام چلا لیتے تھے۔ واقعی بعض معاملات میں پاکستان زیادہ ترقی یافتہ ہے۔

گاڑی میں ہم بیٹھے۔ شیشے سیٹ کیے۔ گھیر لگایا۔ وہ نرم تھا۔ خوشی ہوئی کہ ہمارا بایاں بازو ویسے بھی کمزور ہے زیادہ زور لگانے کا تحمل نہیں ہو سکتا۔ ایمر جنسی کا بٹن دیکھا کہ ہمارے لئے سب سے ضروری وہی بٹن ہوتا ہے۔ پٹرول کی سوئی بھی نصف ٹینگی کی نشان دہی کر رہی تھی۔ علم ہوا کہ سب سوئیاں بالکل ٹھیک ہیں۔ سب اطمینان کرنے کے بعد گاڑی گیراج سے باہر نکالی اور جب موڑنے لگے تو ہمیں دانتوں پسینے آنے لگے۔ سعودی عرب میں تو گاڑی میں پاور سٹیرنگ تھا اور ہم بس اشارہ کرتے اور گاڑی اس جانب مڑ جاتی۔ یہاں دونوں ہاتھوں سے زور لگا کر گاڑی کا رخ موڑتے ہوئے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے بھینس کو پانی سے نکالنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ بہر حال ہم نے گاڑی نکالی اور آہستہ آہستہ گلیوں میں سے نکالتے ہوئے بڑی شاہراہ پر پہنچے۔ شاہراہ پر ٹرکوں کی بھیڑ تھی اور کھڑوں کا ڈھیر۔ ہم گاڑی کو کسی کھڈکی زد میں آنے سے بچانے پر دھیان دیتے رہے۔ گاڑی چلانے کا تو پہلے بھی مسئلہ نہیں تھا کہ ہماری ڈرائیونگ دیکھ کر دوسری گاڑیوں والے از خود ہی راستہ دے دیتے ہیں۔ دعاؤں کی بھی ہمیں کمی نہیں رہتی کہ ہمارے ساتھ بیٹھنے والے از خود کراہلی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس کا ثواب بھی یقیناً ہمیں ہی پہنچتا ہے۔ ابھی ہم آدھے رستے میں ہی تھے کہ بھائی نے شگوفہ چھوڑا کہ یہ تو پتہ کیا ہی نہیں کہ گاڑی پٹرول پر ہے کہ سی این جی پر کیونکہ سی این جی محض ایک پوائنٹ بتا رہی تھی۔ ہم ہائی وے پر تھے اور پریشان ہونا فطری تھا۔ بھائی سے فون کروایا تو انہوں نے کہا کہ گاڑی پٹرول پر ہے سی این جی کی فکر نہ کرو۔ یہ سن کر ہم نے اطمینان کا سانس لیا۔ تھوڑی دور گئے تھے تو اچانک خیال آیا کہ ہم نے ٹائروں کی ہوا تو دیکھی نہیں نہ ہی مرمت کرنے والے آلات کا علم ہے کہ موجود ہیں کہ نہیں۔ اس کا ذکر ہم نے نہیں کیا۔ بس اللہ کا نام لے کر چلتے رہے۔ کرم ہوتا گیا اور ہم بخیر و عافیت گھر پہنچ گئے۔ اس سے ہمارے اعتماد میں کچھ اضافہ ہوا اور اگلے روز ہم گاڑی لے کر 'یوکرس' چلے گئے۔ راستے میں فیض آباد سے آگے پولیس چوکی آئی تو خیال آیا کہ ہمارے پاس تو لائسنس ہی نہیں۔ کچھ پریشانی ہوئی مگر پھر خیال آیا کہ سعودی لائسنس سے ہی کام چلا لیں گے مگر اللہ کا کرم یہ ہوا کہ پولیس والوں نے روکا ہی نہیں اور یوں ہم سستے میں بلکہ مفت میں چھوٹ گئے۔ ایک روز ہمیں ٹیکسلا جانا تھا۔ راستے میں ایک ٹول پلازہ آتا ہے۔ وہاں ہمیں تیس روپے ٹول ٹیکس دینا تھا۔ ہم نے بیگم سے کہا کہ یہ لو الٹ اور تیس روپے نکال دو تا کہ ٹول پلازہ پر زیادہ وقت صرف نہ ہو۔ بیگم نے نکال کر رکھ دیئے۔ جب ٹول پلازہ

پہنچے تو ہم نے بیگم سے پیسے مانگے تو اس نے کہا کہ یہ بیس ہیں، ہم نے کہا کوئی مضائقہ نہیں۔ ڈیش بورڈ پر سکے پڑے ہیں وہ دس کے قریب ہیں۔ ہم نے ٹول والے کو رقم پکڑائی تو وہ ہمیں دیکھنے لگا۔ ہم نے کہا کہ بھائی صبر کرو، ابھی دس مزید دیتا ہوں تو کہنے لگا کہ یہ تو پاکستان میں نہیں چلتے۔ ہم نے اس کی بات سن کر رقم کی جانب دیکھا تو وہ سعودی ریال تھے۔ ہم نے اس کی شرافت و سادگی پر اس کو داد دی اور پھر تیس روپے دے کر چاہے منزل روانہ ہوئے۔



ماہنامہ ستمبر 2016



Cooking with iqra abid

بونی کباب

سیخ کباب

اجزاء		گائے کی بونی	
آدمی پیالی	دہی	ایک کھانے کا چمچ	لال مرچ ہسی ہوئی
ایک کھانے کا چمچ	اورک بسن پسا ہوا	ایک چائے کا چمچ	نمکا اور پسا ہوا سفید زیرہ
دو کھانے کے چمچ (پھلکے سمیت ہیں بس)	کچا پتلا پسا ہوا	تین عدد	لیوں
حسب ذائقہ	نمک	آدمی پیالی	تیل

ترکیب

گوشت کو دھو کر اس میں دہی، نمک، لال مرچ، پتلا، اورک بسن زیرہ اور لیوں کا رس اچھی طرح لگا کر ایک گھنٹے کے لئے رکھ دیں پھر تھنوں پر لگا کر سیخ لیں یا پھر توتے کے اوپر پھیلا کر رکھ لیں، جب پانی خشک ہونے لگے تو ایک کونٹہ جلا کر گوشت کے اوپر رکھ کر تیل ڈالیں اور ڈھکن ڈھاںک دیں۔ دس منٹ میں مزید اربونی کباب تیار۔ اہلی کی ہنٹی اور روٹنی نان کے ساتھ پیش کریں۔

رس ملانی

کاچ

ترکیب: خشک دو دو کپ، دودھ تین کپ، اٹھہ ایک عدد، پانی ایک کپ، چینی آدھا کپ، بادام، سز الاچی حسب ذائقہ، بیکنگ پاؤڈر آدھا چائے کا چمچ، سبز اور آ میزہ تیار کر لیں، اس کی چھوٹی چھوٹی بالٹیا کر ایک



پلیٹ میں رکھ دیں، اب تین کپ کھلے دودھ میں الاچی، چینی، آدھا کپ خشک دودھ، بادام اور ایک کھانے کا چمچ سبھی ڈالیں اور اسے بھلی آجی پر پکھنے کیلئے چولہے پر رکھ دیں، جب پک جائے تو خشکا کرنے کیلئے رکھ دیں، جس پلیٹ میں پہلے سے تیار کردہ بالٹیا چڑھی ہیں اس میں ڈالیں اور اوپر کٹنا بادام وغیرہ ڈال کر فریج میں مزید خشکا ہونے کیلئے رکھ دیں، مزید اربوں رس ملانی تیار ہے۔

ترکیب

اجزاء گائے کا تیرہ۔ بھیر چرنی والا۔ ایک کلو۔ ہارک کروالیں لال مرچ پاؤڈر۔ ایک کھانے کا چمچ بھینے پنے چمچے ہوئے۔ دو کھانے کے چمچے خشک۔ ایک کھانے کا چمچ چھوٹی الاچی۔ آٹھ عدد۔ کچا پتلا چمکوں کے پسا ہوا۔ ایک کھانے کا چمچ ڈبل روٹی کے سلائیں۔ دودھ کالی مرچ۔ چھ عدد لونگ۔ چار عدد کباب چینی۔ آٹھ عدد پیاز۔ درمیانہ ڈلی۔ ایک عدد۔ آلیٹ کی پیاز کی طرح کٹی ہوئی ہرا دھنیا۔ ایک کٹی۔ ہارک کٹا ہوا بری مرچ۔ چار عدد۔ ہارک کٹی ہوئی اجڑا۔ ایک عدد خشک دودھ یا کھویا۔ دو کھانے کے چمچے نمک۔ حسب ذائقہ سفید زیرہ۔ ایک چائے کا چمچ سیاہ زیرہ۔ ایک چائے کا چمچ تیل۔ حسب ضرورت

چکن ملانی تکتہ

اجزاء		ترکیب	
مرچی	ایک عدد۔ پٹی کے بھیر (مرچی کو بڑے بڑے ٹکڑوں میں کاٹ لیں)	دو چائے کے چمچ۔ پھلکے	دو چائے کے چمچ۔ پھلکے
تیل	ایک چمقانی کپ	بری مرچ	بری مرچ
اورک	ایک چائے کا چمچ۔ پسا ہوا	بس	بس
لال مرچ	ایک چائے کا چمچ کٹی ہوئی	سفید مرچ	سفید مرچ
کالی مرچ	ایک چمقانی چائے کا چمچ	تازہ کریم	تین چمقانی چائے کا چمچ
دودھ کی بالائی دو کھانے کے چمچے		بھنا دھنیا پاؤڈر	آدھا چائے کا چمچ
بھنا دھنیا پاؤڈر	آدھا چائے کا چمچ	ایجنسٹو	تین چمقانی چائے کا چمچ
پسا ہوا کھویا	دو چائے کا چمچ	لیوں کا مرچ	دو کھانے کے چمچے
سفید سرکہ	ایک چائے کا چمچ	دہی	تین کھانے کے چمچے
نمک	ایک چائے کا چمچ		

ترکیب منہ ہوا ہاتھ صاف کر کے مرچی میں ملا کر ایک عدد کھنٹوں کے لئے marinade کرنے کے لئے چھوڑ دیں۔ تاکہ دھنیا اچھی طرح مرچی میں جذب ہو جائے۔ پھر مرچی کے ٹکڑوں کو تھنوں پر ہرا کچھی طرح بیچ لیں۔ لہذا چکن ملانی تکتہ تیار ہے۔ چینی سلاو کے ساتھ پیش کریں۔

افسانہ

سیدہ عروج فاطمہ

میرے دل کا قرار ہو تم



ماہنامہ ستمبر 2016

افسانہ ----- سیدہ عروج فاطمہ -----

"میرے دل کا قرار ہوتم"

جب دیکھو پڑھتی رہتی ہو۔ اتنا پڑھ کر کیا کرو گی تم۔ میں تو تھک جاتا ہوں ایک ہی طرح کی مصروفیت سے۔ بندہ کوئی فلم دیکھ لیتا ہے۔ اچھا چلو فلم کو بھی چھوڑو کوئی رومانوی ناول بھی تو پڑھا جاسکتا ہے۔ جس میں ایک ہیرو ہوتا ہے اور ایک اسکی ہیروئن۔ فضاؤں میں محبت رقص کرتی ہے۔ منظر بھی سب ہی گنگنا نے لگتے ہیں "فواد نے تو پورا فلمی سین پیش کر دیا تھا۔" ہا ہا

..... فواد کتنی مزاحیہ باتیں کرتے ہوتم۔ یہ شوق تمہیں ہیں مجھے تو بس شاعری سے تھوڑا بہت لگاؤ ہے۔"

رامین نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ "اچھا تو پھر دکھاؤ اپنی کوئی نظم یا غزل۔ فواد نے تو آج ثبوت مانگ لیا تھا۔" نہیں میں اپنے پاس محفوظ نہیں کرتی نہ جانے کہاں ہوگی ڈائری۔" رامین نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔ "یہ کیا بات ہوئی سنبھال کر رکھنی چاہیے" فواد نے سنجیدگی سے کہا۔ "اچھا ہا ہا جب ملے گی تو سب سے پہلے تمہیں ہی دوں گی پڑھ لینا۔ کل میرا آخری پیپر ہے اگر آپ کی اجازت ہو تو کیا میں پڑھ لوں" رامین نے کتاب کھولتے ہوئے کہا، ہا ہا پڑھ لو۔ سب کچھ تو پہلے ہی پڑھ لیتی ہوتم۔" فواد یہ کہتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ سامنے سے رامین کی بہن ماریہ آ رہی تھی۔ "کیا ہوا بھائی اتنے غصے میں کیوں آ گئے ہیں آپ سب ٹھیک ہے نہ ماریہ نے فواد کو دیکھتے ہی سوال کیا۔" کچھ نہیں فواد نے بس اتنا کہا اور اوپر چلا گیا۔

رامین اور ماریہ بس دو بہنیں تھیں ان کا کوئی بھائی نہیں تھا۔ فواد اور اسکی والدہ کا اوپر والا پورشن تھا جو کے بہت قیمتی سامان سے مزین تھا۔ فواد کے والد کافی عرصہ بیرون ملک مقیم رہے اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ رامین کے والد یونیورسٹی کے کلرک رہ چکے تھے اور ایک سال قبل ہی ریٹائر ہوئے تھے۔ فواد کی والدہ زمینداروں کی بیٹی تھیں جنہیں میں اتنا کچھ ساتھ لے آئی تھیں کے ابھی تک بہت سا سامان بالکل نیا پڑا تھا۔ پھر بھی فواد کا دل اپنی چچی کی طرف لگتا تھا۔"

رامین کیسا ہوا تمہارا پیپر امید تو ہے کے اچھا ہوا ہوگا" فواد تم یہاں یونیورسٹی میں کیا کر رہے ہو۔ آج آفس کیوں نہیں گئے" میڈم پہلے میری بات کا جواب تو دیں۔" فواد نے اپنے سوال کا جواب طلب کیا۔

اچھا ہو گیا۔ اور تم مجھے اتنا غور سے کیوں دیکھ رہے ہو۔ خیر تو ہے نہ میں پہلے ہی بتا دیتی ہوں کے یہاں دال نہیں گلنے والی۔" رامین نے تو آج فواد کو ستانے کی ٹھان رکھی تھی۔"

اتنی خوش فہمی اچھی نہیں ہوتی میں تو سامنے سے آتی ہوئی وہ لڑکی دیکھ رہا ہوں۔ کاش یہ میری کزن ہوتی۔" فواد نے بھی رامین

کوستانے کی کوشش کی اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو رہا تھا۔ "یہ بھلا کہاں سے خوبصورت ہے بجلی کا کھمبا لگ رہی ہے۔ لڑکی کا قد اتنا لمبا بھی اچھا نہیں لگتا ہے۔ میک اپ کی دکان لگ رہی ہے۔" رامین نے لڑکی کی طرف ناگواری سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "اچھا بس کرو رامین۔ حسد کرنا اچھی بات نہیں ہے۔ میری نظر سے دیکھو تو تمہیں معلوم ہو کے وہ لڑکی کتنی پیاری ہے۔" فواد نے پھر سے ایک نگاہ اس لڑکی پر ڈالی۔ دس منٹ تک دونوں کے درمیان بحث چلتی رہی۔ پھر فواد کو رامین پر رحم آ ہی گیا اور وہ اسے گھر لے آیا۔

آج اتفاق سے رامین کی ڈائری فواد کے ہاتھ لگ گئی۔ وہ کسی کام کے سلسلے میں گھر سے باہر جا رہا تھا کہ تب ہی اسکی نظر رامین کی ڈائری پر پڑی۔ رامین اپنی الماری کو ہمیشہ لاک لگا کر رکھتی تھی لیکن آج نا جانے کیسے بھول گئی۔ ڈائری کے پہلے صفحہ پر بہت خوبصورت ہینڈ رائٹنگ میں فواد احمد لکھا ہوا تھا۔ دوسرے صفحہ پر دل فریب سی نظم نے فواد کا استقبال کیا۔۔۔۔۔

میرے دل کا قرار ہو تم
میری صبح میری شام ہو تم
نہیں یہ کہا کبھی میں نے
میری کل کائنات ہو تم
تمہیں دیکھوں
تمہیں سوچوں ہر پل
میری محبت کا
عنوان ہو تم
کہوں میں کس طرح جاناں
دھڑکن کے پاس ہو تم

فواد کے نام وہ جسے میں دیکھ کر سارے غم بھول جاتی ہوں۔ اب تک وہ کیوں ان آنکھوں میں چھپی چاہت نہیں دیکھ سکا۔۔۔۔۔ "رامین میڈم اب آپ کے ہنسنے کے دن آ گئے ہیں۔ میں تو اس دن یونیورسٹی میں ہی تم سے اپنی محبت کا اظہار کر دینا چاہتا تھا۔ لیکن تمہاری نظروں کی تاب نہ لا سکا۔ پھر ہلکی سی نمی تمہاری آنکھوں میں اتر آئی تھی۔ تم مسلسل مضبوط بننے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔" فواد نے دل ہی دل میں خود سے ہمکلامی کی۔

Writer = Kehkashan Sabir

حجاب ایمان کی حفاظت، اپنی حفاظت۔

کہکشاں صابر۔۔۔

یہ انسانی فطرت ہے کہ انسان کو جو چیز سب سے زیادہ پیاری ہوتی ہیں اس کو انسان سات پر دوں سات تالوں میں چھپا کر رکھتا ہے۔ حجاب کے لغوی معنی ڈھانکنا یا چھپانا ہے۔ کئی ایشیائی اور مغربی ممالک میں حجاب سے مراد خواتین کا سر، چہرہ یا جسم کا ڈھانکنا یا چھپانا لیا جاتا ہے۔ اسلامی فقہ میں حجاب کا تعلق پردہ سے ہے جس کو شرم و حیا اور اخلاقی اقدار کے تحفظ کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے۔

اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے چہروں پر نقاب ڈالو کہیں یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ پہچانی جائیں پھر نہ ستائی جائیں اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے قرآن: سورۃ الاحزاب: 59-151 اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا تختی زبور معلوم ہو جائے اور اے مسلمانو تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تا کہ تم نجات پاؤ قرآن: سورۃ النور: 31۔ اسلامی تہذیب میں خواتین کا بیرونی پیراہن ہے۔ بالخصوص اس کا استعمال پردے کے روپ میں ہوتا ہے۔ اس طرح کا پردہ دنیا کے تمام مسلم گروہوں میں پایا جاتا ہے۔ البتہ الگ الگ مقامات میں الگ الگ نام سے پردہ کا اہتمام ہو رہا ہے۔ برقع، عرب ممالک اور برصغیر میں استعمال عام ہے۔ اسلام امن پسند مذہب ہے اور مکمل ضابطہ حیات ہے، جس کے ذریعہ انسان بشریت کے تقاضوں کو پورا کر سکتا ہے، تاریکیوں کو چالوں میں بدل سکتا ہے۔ اسلام اور اسلامی نظام حیات ایک پاک و صاف معاشرے کی تعمیر اور انسانی اخلاق و عادات کی تہذیب کرتا ہے۔ اسلام نے جہالت کے رسم و رواج اور اخلاق و عادات کو جو ہر قسم کے فتنہ و فساد سے لبریز تھے یکسر بدل کر ایک مہذب معاشرے اور تہذیبی معاشرے کی بنیاد ڈالی جس سے عام انسان کی زندگی میں امن چین اور سکون ہی سکون در آیا۔ اسلام اپنے ماننے والوں کی تہذیب اور پر امن معاشرے کے قیام کے لئے جو پہلی تدبیر اختیار کرتا ہے وہ ہے: انسانی جذبات کو ہر قسم کے پیمان سے بچانا وہ مرد اور عورت کے اندر پائے جانے والے فطری میلانات کو اپنی جگہ باقی رکھتے ہوئے انہیں فطری انداز کے مطابق محفوظ اور تعمیری انداز دیتا ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ عورت کا تمام تر حسن و جمال اس کی تمام زیب و زینت اور آرائش و سنگھار میں اس کے ساتھ صرف اس کا شوہر شریک ہو کوئی دوسرا شریک نہ ہو عورت اپنی آرائش اور جمال صرف اپنے مرد کے لئے کرے۔ اللہ تعالیٰ نے شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔ اس سے مراد ایک نہایت پاک و صاف سوسائٹی کا قیام ہے۔

اگر ہم اپنے چاروں اطراف نظر ڈالیں تو بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ احکام الہی سے منہ موڑنے اور روگردانی کے کیسے کیسے بھیا تک اور عبرت ناک مناظر سامنے آرہے ہیں۔

مغربی دنیا خصوصاً یورپ اور امریکی معاشرے میں جہاں کسی قسم کے پردے اور حجاب کا گزر نہیں ہیں۔ وہاں کہ کیسے کیسے واقعات ہمارے سامنے نہیں آتے جن کے بھیا تک نتائج بھی ہمارے سامنے ہیں۔ اسلام نے اسلامی معاشرے کا ذوق ہی بدل دیا ہے اسلام کے ماننے والوں کے لئے حسن و جمال کی تمام حیوانی ادائیں مطلوب و مستحسن نہیں رہیں

آج دور جدید کی بظاہر ترقی یافتہ خواتین مردوں کے شانہ بشانہ ہم قدم ہو کر چلنا پسند کرتی ہیں اور بے حجابی و بے پردگی کی علم بردار ہیں۔ اگر وہ اپنی دیانت داری سے خود اپنا جائزہ لیں تو انہیں بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ معاشرے میں مردوں کے شانہ بشانہ چلنے میں انہیں کیسی کیسی ٹھوکریں کھانا پڑتی ہیں کیسی کیسی مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے

اسلام نے ہماری اجتماعی زندگی کا حال مردوں کے حوالے کیا ہے اور مستقبل عورتوں کے حوالے۔ اسلام نے عورت پر جو فرائض عائد کئے ہیں وہ اس قدر اہم ہیں کہ انہیں غیر ضروری سمجھ کر ترک کر دینا نہایت خطرناک غلطی ہے۔ عورت کے فرائض اس قدر وسیع ہیں کہ وہ اگر ان کی طرف توجہ دے تو اسے کسی دوسری سرگرمی کی جانب دیکھنے کا وقت بھی نہ ملے۔ ملک کی ترقی کے لئے جتنی ضرورت اچھے سائنسدانوں منتظموں سپہ سالاروں اور سیاست دانوں کی ہے اتنی ہی ضرورت اچھی ماؤں اور اچھی بیویوں کی بھی ہے۔

حجاب عورت کا وہ پردہ ہے جسے گھر سے باہر کسی ضرورت کے لئے نکلنے وقت اختیار کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں شریعت کے وہ احکامات ہیں جو اجنبی مردوں سے عورت کے پردے سے متعلق ہیں۔ حجاب کے یہ احکامات سورت الاحزاب میں بیان ہوئے ہیں۔ ان کا مفہوم یہ ہے کہ گھر سے باہر نکلنے وقت عورت جلاب یعنی بڑی چادر (یا برقع) اوڑھے گی تاکہ اس کا پورا جسم ڈھک جائے اور چہرے پر بھی نقاب ڈالے گی تاکہ سوائے آنکھ کے چہرہ بھی چھپ جائے۔ گویا حجاب یہ ہے کہ عورت سوائے آنکھ کے باقی پورا جسم چھپائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ بد نظری ہی بد کاری کے راستے کی پہلی سیڑھی ہے۔ اسی وجہ سے اس آیت میں نظروں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم نبی اکرم کے حجرہ مبارک میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ اور ام سلمہ سے آپ نے فرمایا: ان سے پردہ کرو! وہ کہنے لگیں: کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا مگر تم تو نابینا نہیں ہو ہمارے معاملات آج اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ ہم نے نوجوان لڑکیوں کو مخلوط تعلیمی

اداروں دفاتر اور دیگر محافل میں غیر محرموں کے ساتھ آزادانہ میل جول کی اجازت دے رکھی ہے۔ بعض والدین کہتے ہیں کہ ہمیں اپنی بچی پر اعتماد ہے۔ کیا نبی اکرم کو (نعوذ باللہ) حضرت عائشہ پر اعتماد نہیں تھا جن کی پاکیزگی کی گواہی خود رب العزت

نے سورۃ النور کے دوسرے رکوع میں دی ہے۔ بد نظری کے نتیجے میں شیطان آنکھ کے راستے سے ماں میں اتر جاتا ہے پھر دونوں فریق ہم کلام ہوتے ہیں اور یوں بات آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ لگاؤ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ جو شخص مجھ سے ڈر کر اس کی حفاظت کرے گا میں اس کے بدلے ایسا ایمان دوں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں لے گا۔ (طبرانی)

عورت عطر لگا کر لوگوں کے درمیان سے گزرتی ہے وہ آوارہ قسم کی عورت ہے (مسلم، موطا امام

یک) ایک عورت مسجد سے نکل کر جا رہی تھی کہ حضرت ابو ہریرہ اس کے پاس سے گزرے اور انہوں نے

سوس کیا کہ وہ خوشبو لگائے ہوئے ہے۔ انہوں نے اسے روک کر پوچھا اے خدائے جبار کی بندی

یا تو مسجد سے آ رہی ہے؟ اس نے کہا ہاں! بولے میں نے اپنے محبوب ابو القاسم کو یہ فرماتے سنا

ہے کہ جو عورت مسجد میں خوشبو لگا کر آئے اس کی نماز اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک وہ گھر

کر ٹنسل نہ کرے۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد)

درست ہے کہ ایسی عورتیں بھی ہوتی ہیں جو ذہنی اور عقلی صلاحیتوں کے اعتبار سے مردوں کی ہم پلہ

تی ہیں اور ایسے بھی مرد ہوتے ہیں جو جذبات کے اعتبار سے عورتوں جیسے ہوں مگر یاد رکھنا چاہیے

قانون اور ضابطے اکثریت کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ سب کا خالق ہے اور

ب کی کمزوریوں اور صلاحیتوں کو بھی جانتا ہے لہذا اس بات کا فیصلہ کرنے کا حق بھی اسی کو ہے کہ

اس کا دائرہ کار کیا ہو؟ ہمارا فرض تو یہ ہے کہ اس کے فیصلے کے سامنے سر جھکا دیں۔ گویا ایک مرد کے

لئے جائز ہی نہیں کہ بلا ضرورت کسی اجنبی عورت سے بات کرے۔ البتہ اگر اجنبی عورت سے کوئی

کام ہو تو بھی رو برو ہو کر بات کرنے کی اجازت نہیں۔ تصور کیجئے کہ یہ حکم امت کی ماؤں کے لئے ہے جن کے ساتھ ایک مسلمان کا رشتہ اپنی حقیقی ماں کی طرح پاکیزہ اور متبرک ہے تو عام مسلم خواتین کے ساتھ بغیر پردے کے بات چیت یا لین دین کرنے کی اجازت کس طرح ہو سکتی ہے؟

آخر میں تمام حضرات و خواتین کو دعوت غور و فکر دیتی ہوں۔ کہ وہ ان دو راستوں میں سے کس راستے پر چلنا پسند کریں گے۔ البتہ فیصلہ کرنے سے پہلے ہم سوچ لیں کہ عنقریب ہمیں روز قیامت

عدالتِ خداوندی میں پیش ہونا ہوگا اور وہاں معاملہ یہ ہوگا کہ (ہر انسان کو اس روز جتلا دیا جائے؟

کہ اس نے کس شے کو ترجیح دی اور کس شے کو چھوڑ دیا۔) اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ:

اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے زندگی کے معاملات میں اس کے حکم کی پیروی کریں! آمین



عید پیا سنگ

افسانہ

ریمان نور رضوان



ماہنامہ ستمبر 2016

عید پیا سنگ۔۔۔۔

تحریر۔ ریمان نور رضوان۔

مما، مجھے نہیں رہنا نا نو کے گھر، پپا کو بلائیں مجھے اپنے گھر جانا ہے۔ تین دن ہو گئے پپا نہیں آئے۔ آیان پورے چار سال کا ہو چکا تھا، اس کا شمار سمجھدار بچوں میں ہوتا تھا۔

آیان زارو قطار رو رہا تھا، روزانہ اس کی ایک ہی رٹ ہوتی تھی کہ پپا کے پاس جانا ہے۔
زوننا نشہ پریشان سی بیڈ پر بیٹھی آیان کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی۔

میری جان، ماما پپا سے ناراض ہیں، پپا سوری کریں گے تو پھر ہم گھر چلیں گے۔۔۔ زوننا نشہ آہستگی سے بولی تھی۔
مما آپ روز یہی کہتی ہیں۔۔۔ ننھا آیان غصہ سے چلایا تھا۔

بیٹا، ماما پہلے ہی بہت پریشان ہیں، تم مزید پریشان نا کرو۔۔۔ زوننا نشہ ڈپٹ کر بولی تھی۔
کارٹون دیکھو میں دو دھ لیکر آتی ہوں۔۔۔ زوننا نشہ ٹی وی آن کر گئی تھی۔
آیان نے سائیڈ ٹیبل سے زوننا نشہ کا موبائل اٹھایا تھا اور اذہان کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔
ہیلو۔۔۔ اذہان نے پہلی ہی ٹیل پر کال ریسیو کر لی تھی۔

پپا۔۔۔ آیان رونے لگا تھا۔

آیان میری جان کیسے ہو۔ پپا کی یاد نہیں آرہی کیا؟۔۔۔ اذہان مسکرا کر بولا تھا۔

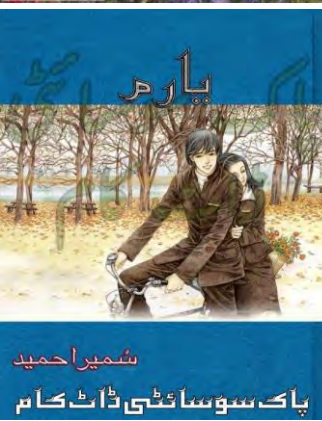
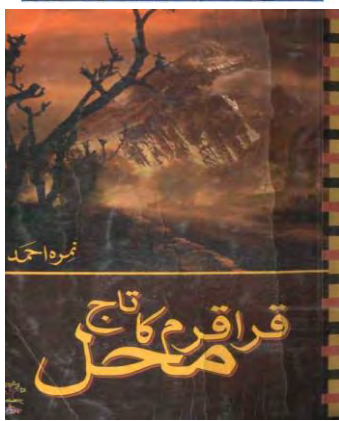
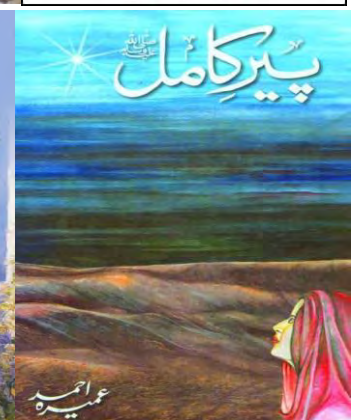
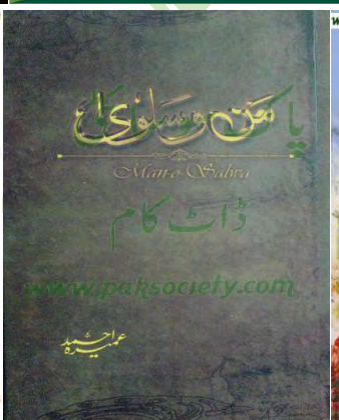
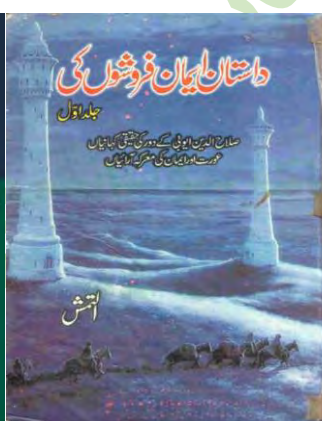
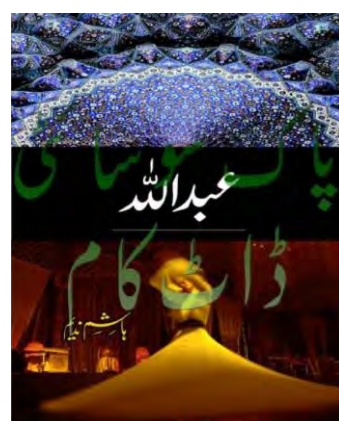
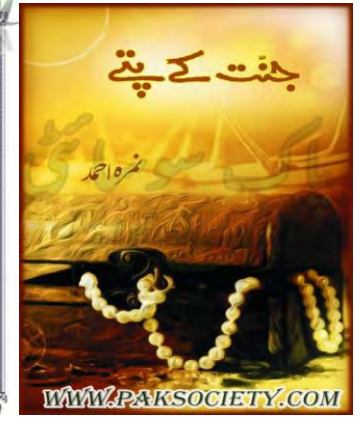
پپا، آپکی کیا لڑائی ہو گئی ہے ماما سے؟ ماما کہتی ہیں پپا سوری کریں گے تو ہی ہم گھر جائیں گے۔ پپا میں آپکے بغیر نہیں رہ سکتا۔
ارے میرا بیٹا رو نہیں۔ مجھے تو خود نہیں معلوم تمہاری ماما کو کیا بات بری لگی ہے۔۔۔ تم رو نہیں، صبح پپا آفس نہیں جائیں گے
تمہارے پاس آئیں گے۔۔۔

پپا پر اس۔۔۔ آیان کھل اٹھا تھا۔

جی پپا کی جان۔۔۔ اذہان بھی مسکرا کر بولا تھا۔

زوننا تمہیں کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے، اذہان بھائی ایسے نہیں ہیں۔ تم تو ان کی محبت ہو، وہ کیونکر تمہیں دھوکہ دیں گے آخر محبت کی شادی ہے تمہاری، وہ کیوں تمہیں چھوڑ کر کسی اور سے رشتہ رکھیں گے، میرا دل نہیں مانتا اس بات کو۔۔۔۔۔ زوننا نشہ کی باتیں سن کر علیحدہ مضطرب ہو گئی تھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-



تم نے اذہان بھائی کو بتایا کہ تمہیں ان کے لہستانی کا فون آیا ہے اور وہ کہہ رہی ہے کہ اذہان جلد اس سے شادی کرنے کا خواہش مند ہے۔۔۔ علیہ نے استفسار کیا تھا۔

نہیں میں نے اذہان سے کوئی بات نہیں کی۔۔۔۔۔ زونا نشہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

زونا نشہ اتنی بے وقوفی۔۔۔ ایک ذرہ سی فون کال پر تم اپنا بسا بسا یا گھر، چاہنے والا شوہر چھوڑ آئیں، بنا تصدیق کئے۔ مجھے پکا یقین ہے کہ وہ جو بھی کوئی لڑکی ہے محض جھوٹ کہہ رہی ہے۔ اذہان بھائی ایسا کبھی بھی نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ علیہ کا انداز پر وثوق تھا۔

لیہ، تم مند بھانج کی باتیں ختم ہو گئیں ہوں، تو بس آ جاؤ، رات بہت ہو گئی ہے، سونا ہے۔۔۔ زونا نشہ خیریت تو ہے نا؟ اذہان نے کیسے تمہیں رہنے کے لئے بھیج دیا، چار دن ہو گئے ایک بار ملنے بھی نہیں آیا۔ زوہیب، علیہ کو بلا نے آیا تھا۔۔۔۔۔ ساتھ ہی زونا نشہ سے بھی پوچھ لیا تھا۔

جی بھائی بس یوں ہی میرا دل چاہ رہا تھا رہنے کا۔ آپ کو اچھا نہیں لگ رہا تو میں چلی جاتی ہوں۔ زونا نشہ چہرے پر مسکان سجا کر بولی تھی۔۔۔

ارے میری بہنا میں کیوں تنگ آنے لگا جب تک دل چاہے رہو۔۔۔۔۔ بس میری بیگم کو روم میں بھیج دو، سونا ہے بس اب زوہیب نے پیار بھرے انداز میں بولا تھا۔

آپ جائیں میں آتی ہوں۔۔۔۔۔ علیہ جھنپی جھنپی بولی تھی۔

جلدی آ جانا یا ر۔۔۔ زوہیب کہتے ہوئے چلا گیا تھا۔

زونی میری بات مان۔۔۔۔۔ ابھی اذہان بھائی کو کال کر، ان کو بتا ساری بات۔۔۔ اس طرح بن بات گھر گاڑنا اچھی بات نہیں۔۔۔ تو بات کر۔۔۔ میری بات مان۔ علیہ، زونا نشہ کا ہاتھ تھام کر نرمی سے بولی تھی۔

علیہ بھابھی اس ناٹم فون۔ اذہان سونہ گئے ہوں؟ رات کے تین بج رہے ہیں۔۔۔ زونا نشہ تذبذب کا شکار ہوئی تھی۔

زونی دل و دماغ سکھ چین میں ہوں، تو ہی پرسکون نیند آتی ہے۔ بے سکون لوگ ساری رات جاگ جاگ کر کاٹتے ہیں۔ سیاہ آسمان کو تکتے ہوئے۔ تارے گنتے ہوئے، ہواؤں کے جھونکوں کو محسوس کرتے ہوئے، شب سے سحر کرتے ہیں۔ اذہان بھائی کونسا سکون میں ہونگے۔ تو ہنا کسی وجہ کے ناراض ہو کر آ گئی ہے۔ اب تک ان کو خبر نہیں کی کہ ان کی محبوب بیوی کس بات پر روٹھی ہے۔۔۔۔۔ علیہ سنجیدگی سے بولی تھی۔

علیہ جب میں آرہی تھی تو اذہان بار بار پوچھ رہے تھے کہ خیریت تو ہے امی کے گھر کیوں جا رہی ہوں، میں نے کہا میرا اس گھر

میں کوئی کام نہیں اس لئے جارہی ہوں۔ آپ نے میرا محبت بھرا دل توڑا ہے، مان و اعتبار توڑا ہے۔ وہ پوچھتے رہ گئے کہ زونی کیا خطا سرزد ہوگئی مجھ سے مجھے علم نہیں ہے یا رہتا تو اور میں آیاں کا ہاتھ تھا مے ان کی بات سنی ان سنی کرتی گھر کی دہلیز عبور کر گئی۔ جب ہم کسی انسان پر اپنی ذات سے زیادہ بھروسہ کرتے ہیں، مان، اعتبار اور پیار کرتے ہیں، اگر وہ اعتبار، بھروسہ اور اعتماد ٹوٹ جائے تو ہم بھی ٹوٹ کر بکھر جاتے ہیں۔۔۔ میں بھی ٹوٹ گئی بکھر گئی۔۔۔ زونا نشہ نے روندھے ہوئے لیجے میں کہا تھا۔

زونی مجھے پتہ ہے تم بہت حساس ہو۔ لیکن اذہان بھائی تو سراسر بے قصور لگ رہے ہیں۔ جب ہم اپنے رشتوں میں بے وجہ خاموشی کو جگہ دیتے ہیں تو فاصلے خود ہی حاصل ہو جاتے ہیں۔ خاموشی کسی مسئلے کا حل نہیں ہوتی جب تک ہم بتائیں گے نہیں کہ مسئلہ کیا ہے تو سامنے والے کو کیسے معلوم، ہوگا، جو ہم سے محبت کرتا ہے وہ ہماری چپ، خاموشی کو برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ علینہ دھیرے سے بولی تھی۔

زونی وہم اور خدشے کو دور کر اور اذہان کو کال کرو۔ عید میں پانچ دن باقی ہیں، گلے شکوے، مٹاؤ، عید کی خوشیوں میں خوش ہو جاؤ۔ عید قربان قریب ہے تم بھی اپنے پیار پر قربان ہو جاؤ۔ علینہ شاعرانہ انداز میں شرارت سے بولی تھی۔

زونا نشہ روم میں آئی تو ٹی وی پر کاٹون چل رہے تھے۔ ٹی وی آف کیا اور کھڑکی پر کھڑے ہو کر چاند کو تکتے لگی۔ اذہان نجانے کیا کر رہے ہونگے میں کس طرح بات کروں؟۔۔۔ علینہ ٹھیک کہہ رہی ہے مجھے اذہان سے باز پرس کرنی چاہئے تھی۔ سچ کا پتہ لگانا چاہئے تھا۔ یوں اس طرح اپنا بسا بسا یا گھر چھوڑ کر چلے آنا عقلمندی نہیں کم عقلی ہے۔۔۔ اگر اذہان بے قصور ہوئے تو؟۔۔۔ تو کیا میں ان سے نظریں ملا پاؤں گی۔ میں نے ان پر شک کیا۔۔۔۔۔ یا خدا میں کیا کروں زونا نشہ چاند کو دیکھتے ہوئے من ہی من میں کہہ رہی تھی۔۔۔ آنکھیں اشکوں سے بھری ہوئی تھیں۔۔۔

زونا نشہ کے کانوں میں فجر کی اذان کی آواز دور کہیں مسجد سے آئی تھی اس نے آنسو صاف کئے وضو بنایا اور نماز ادا کرنے لگی۔ اے مولا کریم! تو تو دلو کے بھیدوں کو جانتا ہے، دل کا حال تجھ سے پوشیدہ نہیں، اے رب یہ دل اور دل کی دنیا اذہان الحق کے وجود سے جھلملاتی مسکراتی ہے۔ اذہان کے بن یہ دل لمحہ پل پل روتا ہے۔ بس اے مالک دو جہاں سچائی ہمارے سامنے لے آ۔۔۔ میرا معصوم آیاں بھی اپنے پاپا کی دوری نہیں سہہ پارہا ہے رب بس تو ہی کوئی راہ دکھا دے۔۔۔ زونا نشہ دونوں ہاتھ پھیلائے دعا مانگ رہی تھی۔

مما انھیں پپا آئے ہیں۔۔۔۔۔

زونا نشہ صبح نو بجے کے بعد سوئی تھی۔ آیاں کیا ہے۔۔۔ زونا نشہ نے مندی مندی آنکھیں کھولی تھیں جو نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں۔۔۔ اور آیاں مسلسل کاندھے سے پکڑ کر ہلائے جا رہا تھا۔۔۔
مما پاپا ہمیں لینے آگئے ہیں۔۔۔

ہیں۔۔۔ سچ؟۔۔۔ زونا نشہ آیاں کی بات سن کر فوراً اٹھ بیٹھی تھی۔ اور حیرانگی سے بولی تھی۔
جی ماما جلدی سے آجائیں پاپا آپ کو بلارہے ہیں۔۔۔ آیاں بہت خوش لگ رہا تھا، مسکراتا، چہکتا۔
اللہ پاک میرے لال کو صدا ہنستا مسکراتا رکھے آمین۔۔۔ ماں کے دل سے فوراً دعا نکلی تھی۔
اذہان حیرت ہے پورے پانچ دن بعد آئے ہو؟ پانچ سال میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ زونا نشہ رکنے آئی اور تم ملنے نہیں آئے۔۔۔
زونا ہییب کو نجانے کیوں کچھ گڑ بڑ لگ رہی تھی۔

زونا ہییب بھائی ایسی کوئی بات نہیں زونا نشہ کافی ناظم سے گھر رہنے کے لئے آنے کو کہہ رہی تھی تو میں ذرا کام میں بزی تھا۔ کچھ نئے پروجیکٹ پر کام شروع کیا ہے۔ اسٹاف میں بھی کچھ نئے لوگ شامل کئے ہیں اسی سلسلے میں مصروف تھا تبھی نہیں آسکا۔ وگر نہ بات تو ہر وقت ہوتی رہتی تھی۔ آیاں ہی اتنی فون کالز کرتا ہے کہ بس۔۔۔ اذہان مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔ دونوں باتوں میں مشغول ہو گئے تھے۔

۔۔۔۔۔ زونی اذہان بھائی کمرے میں آنا چاہ رہے ہیں۔۔۔۔۔ علینہ جلدی سے بتانے آئی تھی۔

کیا۔۔۔۔۔ زونا نشہ کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

تو تو ایسے ریکٹ کر رہی ہے جیسے پہلی بار اپنے شوہر سے ملے گی۔

لینہ پھر بھی۔۔۔۔۔ زونا نشہ بوکھلا گئی تھی۔۔۔۔۔

زونی میری بات مان جو بھی بات ہے تم دونوں یہاں اپنے کمرے میں ہی کر لو۔۔۔۔۔ باہر سب کے سامنے اچھا نہیں لگے گا۔ میرا دل تو کہہ رہا ہے تو غلط نہیں کا شکار ہوئی ہے۔۔۔۔۔ علینہ اپنی کٹی باری کہی ہوئی بات دوبارہ کہہ گئی تھی۔۔۔۔۔ زونا نشہ سوچو میں الجھی تھی۔

اسلام و علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔۔۔

اذہان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی مہذب اور شائستہ لہجے میں سلام کیا تھا۔

وعلیکم اسلام۔۔۔۔۔ زونا نشہ نظریں جھکائے کھڑی تھی، دھیرے سے بولی تھی۔

ارے، یہ۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟۔۔۔ اذہان نے کمرے کا دروازہ لاک کیا تھا۔

زونا نشہ بوکھلا گئی تھی۔۔۔ یکدم چلائی تھی۔

ارے کیا ہو گیا پانچ دن کے بعد اپنی اکلوتی، لاڈلی، محبوبہ بیوی سے ملونگا تو کیا یوں سرعام ملوں، میری چاہت و بے تابی سب پر

عیاں کرنا چاہتی ہو کیا کہ سب محفوظ ہوں۔۔۔ اذہان کے لب و لہجے میں وہی شوخی اور چاہت تھی۔

زونا نشہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔۔۔

آ جاؤ میری جان۔۔۔ اذہان نے شہد آگئیں سے لہجے میں پکارا تھا اور اپنی بانہیں وا کر دیں تھیں۔

زونا نشہ روتی ہوئی بھاگی تھی اذہان کی بانہوں میں سمائی تھی۔۔۔ اور اس کے سینے سے لگے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

بس میری جان بس خود کو یوں ہلکان نا کرو۔۔۔ اذہان محبت سے مخمور لہجے میں زونا نشہ کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا

تھا۔

میری جان یہ بتا دو اس اذیت ناک دوری کا سبب کیا ہے۔۔۔ کیا خطا سرزد ہو گئی مجھ سے جو میرے ہنستے بستے گھر میں ویرانی

اتر آئی۔۔۔ اذہان سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔۔ زونا نشہ نے تمام تر بات اس کے گوش گزار کر دی تھی۔

زونی تم اتنی بے وقوف ہو۔۔۔ اف اللہ۔۔۔ اف ففف۔۔۔ اک نامعلوم لڑکی۔۔۔ حنا میرے نئے پروجیکٹ کی اسٹاف ممبرز میں

سے ہے۔ انتہائی ماڈرن اور بے باک ہے، اس نے پہلے دن ہی مجھے کہہ دی تھا کہ سر مجھے جاب کی کوئی ضرورت نہیں، میرے

پپا کا کاروبار بہت ذبردست ہے، مجھے رپوں پیسوں کی کوئی کمی نہیں، محض وقت گزاری اور شوقیہ جاب کرتی ہوں، آپ کو دیکھ کر

آپ پر اپنا دل ہار بیٹھی ہوں، کیا آپ میرے شریک حیات بننا پسند کریں گے۔ اور میں نے اسے بتا دیا تھا کہ میں شادی شدہ

اور ایک بیٹے کا باپ ہوں، تو کہنے لگی اس سے کیا فرق پڑتا ہے اس فضول لڑکی کی فضول گوئی حد سے بڑھ گئی تو میں نے اسے

جاب دینے سے انکار کر دیا۔۔۔

اذہان ایسی لڑکیاں بھی ہوتی ہیں حیرت ہے مجھے بہت زیادہ۔۔۔ زونا نشہ حیران و پریشان تھی۔

ہمارا معاشرہ اتنا بگڑ چکا ہے کہ جتنی بے حیائی، بے شرمی عیاں ہوگی۔ اتنے ہی آپ ماڈرن کہلائے جاؤں گے

آجکل کی لڑکیاں تہذیب کی چادر اتار کر برہنہ سرگھوم کر فخر محسوس کرتی ہیں مرد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کو فخر

سمجھتی ہیں۔۔۔

بے وقوف صنف نازک یہ نہیں جانتی کہ دنیا کتنی بھی ترقی کر لے ہمارا معاشرہ کتنا ہی تبدیل ہو جائے لیکن عورت کی عزت ہمیشہ

نازک آگینے کی ماند تھی، ہے اور تا قیامت تک رہے گی۔

اذہان، مجھے معاف کر دیں میں اس چغل باز لڑکی کی باتوں میں آگئی۔۔۔ زونا نشہ ہاتھ جوڑے اذہان کے سامنے کھڑی تھی۔
اذہان نے اس کے ہاتھ تھام لیے تھے

، نہیں میری جان ایسا نہ کرو۔۔۔ زونی ہمیں اپنے رشتوں اور محبت پر اتنا یقین ہونا چاہیے کہ تھر ڈپر سن کتنی ہی غلط بیانی کرے۔
کتنا ہی وثوق سے جھوٹ بول کر ہمیں ہمارے پیاروں سے بدظن کر دے، ہمیں اس کی باتوں پر بنا تصدیق اعتبار نہیں کرنا
چاہیے دو لوگ آپس میں ہر دکھ تکلیف میں بنا شکوہ گلہ کیے خوش و خرم رہتے ہیں تو چار لوگوں کو تکلیف ضرور ہوتی ہے یہی چار
لوگ جلن و حسد میں بے بسائے گھر برباد کرتے ہیں کسی کی باتوں پر بھروسہ کرنے سے بہتر ہے اپنی آنکھوں دیکھی بات پر
بھروسہ کرنا چاہیے حنانے شک کا بیج بویا، تم نے بیج اکھاڑ بھینکنے کے بجائے اس کی آبیاری شروع کر دی۔ تمہارا غلط فہمی میں رہنا
، ہمارا بسا بسا گھر اجاڑ دیتا۔۔۔ گھر میاں بیوی دونوں کے ایثار سے و وفا سے بنتا ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے پر مکمل اعتبار و
اعتماد ہوگا تبھی یہ گھر بنا رہے گا۔ گھر بنانے اور بسانے میں زمانے بیت جاتے ہیں، جبکہ گھر ٹوٹنے میں لمحہ نہیں لگتا۔
اذہان دھیرے دھیرے سمجھا رہا تھا۔۔۔ زونا نشہ ندامت سے سر جھکائے کھڑی تھی۔

میڈم عید میں تین دن باقی ہیں منڈی نہیں چلنا کیا؟ جانور نہیں پسند کرو گی۔۔۔ اذہان نے موضوع بدلا تھا۔
اذہان آپ نے مجھے معاف کر دیا نا۔۔۔ زونا نشہ نم ناک آنکھوں سے اسے دیکھ ہی تھی۔

ہاں یار معاف کیا اور تم بھی معاف کرو، گزری باتوں کو جانے دو۔ آئندہ احتیاط برتنا۔ ایرے غیرے کی بکواس سننے سے قبل
اپنے شوہر کے مخلصانہ رویہ اور خالص چاہت پر توجہ دینا۔ تم سے خفا رہ کر مجھے اپنی عید خراب نہیں کرنی، عید قرباں میں نے اپنی
بجٹی سنگ منانی ہے۔ اور بجٹی کے ہاتھ کے بنے تیکھے اور چٹ پٹے پکوان کھانے ہیں۔ تمہیں عید کس کے سنگ منانی
ہے۔۔۔ اذہان شوخی و شرارت سے کہتا ہوا شوخ شرارت کر گیا تھا۔ زونا نشہ کی پلکوں پر منوں بوجھ آ گیا تھا۔ آنکھیں بند کئے
رب کی شکر گزار تھی کہ ان کے درمیان سے خفگی و ناراضگی زائل ہو گئی تھی۔۔۔ اذہان کی شوخیاں بڑھتی جا رہی تھیں، زونا نشہ کا
چہرہ شرم و حیا سے سرخ ہو گیا تھا۔

زونی کہو نا عید کس کے سنگ منانی ہے جان۔۔۔ اذہان نے انگلی سے اس کی تھوڑی پکر کر منہ اوپر کیا تھا۔ اذہان اقرار محبت و
چاہت چاہ رہا تھا۔۔۔ زونا نشہ شرم آگئیں لہجہ میں بولی تھی،
عید مناؤں گی پیار کے سنگ۔۔۔ اپنی جان، زندگی، پیار کے سنگ۔۔۔
ان کے اطراف ڈھیروں محبتوں کے دیپ اور چاہتوں کے دیپ جل گئے تھے۔

بیٹا آج بچیوں کی کزن کی مگنی ہے کیا تم ہمیں ان کی طرف چھوڑ آؤ گے۔ اگر تم فارغ ہو آج تو۔"

"جی چچی جان آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔" فواد نے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"رامین بیٹا ہمیں دیر ہو رہی ہے جلدی کرو۔" رامین کی والدہ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "امی مجھے تو دیر لگتی ہے تیار ہونے میں۔" رامین نے گھڑی کی طرف نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔ "چچی جان میں پہلے مار یہ اور آپ کو چھوڑ آتا ہوں رامین کو میں بعد میں لے آؤں گا اسے تیاری کا وقت دیا کیا یاد کرے گی۔" فواد مسلسل مسکرا رہا تھا جیسے اس نے رامین کو پالیا ہو۔ نیلے رنگ کے شفون کے سوٹ میں رامین کسی پری سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ ابھی اس نے کا جل لگانے کے لیے ہاتھ اپنی آنکھوں کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ اسے اپنے عقب سے آواز آئی "آج تو کچھ لوگ پہچانے ہی نہیں جا رہے۔ بہت پیاری لگ رہی ہو رامین۔"

فواد کیا ہو گیا ہے آپ کو۔" ارے واہ ہم تم سے آپ ہو گئے کیا سے کیا ہو گئے۔" فواد..... "بس فواد کا نام لیتے ہی رامین کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔" یہ دیکھو محبت آنکھ کا آنسو بن گئی نہ۔" فواد نے رامین کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

رامین کو اس کی پہلی چاہت مل گئی تھی۔ رامین کے دل کا قرار فواد تھا جواب اسکے سامنے کھڑا تھا۔

ڈاٹ کام



Writer : Mayaam Awan

وادی کیلاش کی ثقافت

وادی کیلاش کی ثقافت

مایا ام اعوان

لوگوں کے رہن سہن 'عادات و اطوار اور روایات جو سالہا سال سے چلتے آ رہے ہوں ثقافت کہلاتے ہیں..... ایک وقت تھا کہ کسی بھی ملک کی ثقافت کو اس ملک کی پہچان سمجھا جاتا تھا لیکن گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ جہاں الیکٹرانک میڈیا کی بدولت اور بہت سی تبدیلیاں دیکھنے کو ملی ہیں وہیں لوگوں کو اپنی روایات تک چھوڑتے دیکھا ہے اور انہی چکروں میں ثقافت کہیں دم توڑ چکی ہے لیکن پاکستان میں چند ایسی جگہیں ابھی بھی ہیں جہاں لوگ اپنی روایات کو سینے سے لگائے لحد میں اتر جاتے ہیں ان میں سے ایک پاکستان کے حسین ترین پہاڑی مقام کی ایک بستی جسے لوگ کیلاش کے نام سے جانتے ہیں یہاں کے قدیم باشندے کیلاشی کہلاتے ہیں اس علاقے کو کافرستان بھی کہا جاتا ہے یعنی " کافر حسیناؤں کا دیس"..... یہاں کے لوگ بہت ہی ملنسار اور مہمان نواز ہیں یہ حسین وادی اپنے سرسبز مقامات، کھیتوں اور پھلوں کے باغوں سے مالا مال ہے..... یہاں کے لوگ اپنے حسن کی مستی میں مگن صدیوں سے ایک جیسا ہی طرز زندگی اپنائے ہوئے ہیں..... کیلاش چترال سے 35 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے یہاں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں کے باشندوں نے اپنی تہذیب اپنی ثقافت یہاں تک کہ اپنے لباس میں بھی دو ہزار سال سے کوئی تبدیلی نہیں کی..... یہاں کی عورتیں لمبی سیاہ میکسی نما فراک جو مختلف قسم رنگ رنگے دھاگوں سے تیار ہوتا ہے پہنتی ہیں اور گلے میں موتیوں اور سپیوں کے ہار جو انہیں مزید خوبصورت اور محصوم بناتے ہیں..... کیلاش اصل میں تین وادیوں کا مجموعہ ہے، کیلاشیوں کی روایات پچھلے دو ہزار سال سے اپنی روایات پہ ناصرف قائم رہنا ہے بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ اگر انہوں نے اپنا لباس یا عقائد میں تبدیلی کی تو ان پر دیوتا کا عذاب نازل ہوگا..... کیلاشی سال میں تین میلے مناتے ہیں جن میں خواتین ڈھول کی تھاپ اور ہانسری کی دھن پر رقص کرتی ہیں، پھول چنتی ہیں اور ایک دوسرے کے گھروں میں تحائف بھیجے جاتے ہیں..... کیلاشی عقائد میں رقص کو مذہبی رسومات میں شامل کیا جاتا ہے لہذا تینوں وادیوں میں رقص گاہیں موجود ہیں جہاں باقاعدگی سے اجتماعات ہوتے ہیں..... کیلاشی لوگ کسی کے مرنے پر غم کرنے کی بجائے خوش ہوتے ہیں اور گیت گاتے ہیں..... یہ ایسی روایات ہیں جو صدیوں سے کیلاش کی وادیوں میں بستی ہیں اور کیلاشی لوگ انہیں ترک کرنے کو گناہ سمجھتے ہیں اگر چنانچہ میں سے بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں لیکن ان نے اپنی بستیاں الگ بنا رکھی ہیں..... اس کمپیوٹر کے دور میں بھی کیلاش کے لوگ ان ساری چیزوں سے دور اپنے آپ میں مست ہیں اور یہی ان لوگوں کی خوبصورتی ہے.....



بلوٹوتھ ٹیکنالوجی

تحریر: عاصمہ عزیز، راولپنڈی

موجودہ دور میں سمارٹ فونز سمیت تقریباً تمام الیکٹرونک کے آلات میں استعمال ہونے والی "بلوٹوتھ ٹیکنالوجی" کو استعمال کرنے کا اتفاق سب کو ہی ہوا ہوگا۔ لیکن درحقیقت بلوٹوتھ کیا ہے اور اسکو یہ نام کیوں دیا گیا اکثر ہمارے ذہن میں یہ سوال گردش کرتا ہے۔ تو جانتے ہیں کچھ معلومات اور حقائق موجودہ دور میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والی ٹیکنالوجی بلوٹوتھ کے بارے میں۔

بلوٹوتھ ایک عالمی دائرے میں مواصلات کا ذریعہ ہے جو محدود فاصلے پر واقع ڈیوائسز کے درمیان رابطہ قائم کرتا ہے۔ یہ ایک لو پاور کیونیکیشن ہے جو محدود رینج پر واقع سمارٹ فونز، سمارٹ ٹی وی، لیپ ٹاپ، ٹیبلیٹس وغیرہ کے درمیان مختلف ڈیٹا کو منتقل کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ بالکل وائی فائی کی طرح کام کرتا ہے کیونکہ اس میں ڈیٹا کی منتقلی کے لیے کسی کیبل کی ہمیں ضرورت نہیں پڑتی۔ لیکن بلوٹوتھ ٹیکنالوجی Radio waves استعمال کرتی ہے جسکی فریکوئنسی 10khz اور 300,000megahz کے درمیان ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ٹی وی اور اے سی کے لیے استعمال ہونے والے ریسیوٹس تب تک کام نہیں کرتے جب تک انکی سمت ٹی وی یا اے سی کی طرف نہ کی جائے کیونکہ یہ ریسیوٹس انفراریڈ ریڈیشن کا استعمال کرتے ہیں جو کہ محض transparent space یعنی خالی جگہ سے گزرتی ہیں۔ اسکے برعکس بلوٹوتھ فریکوئنسی جو کہ ریڈیو ویووز کا استعمال کرتی ہے وہ مختلف اشیاء سے گزر سکتی ہیں۔ بلوٹوتھ ٹیکنالوجی ۱۹۹۱ میں ڈیٹا کے تبادلے کے لیے ڈیٹا کیبلوں کے متبادل کے طور پر بنائی گئی تھی۔ اس کا نام بلوٹوتھ ۱۰ صدی کے بادشاہ ہیرلڈ بلوٹوتھ (Harold Bluetooth) کے نام پر رکھا گیا جس نے ڈینمارک اور نوروے کو متحد کیا تھا۔ کیونیکیشن پروٹوکالز کے بنانے والے jim kardach نے اس ٹیکنالوجی کو یہ نام دیا۔

موجودہ دور کی بہت سی ٹیکنالوجیز کی طرح بلوٹوتھ کے بارے میں بھی عجیب معلومات پھیلائی گئیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بلوٹوتھ سرد دریا کا باعث بنتا ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ بلوٹوتھ میں استعمال ہونے والی ریفریجریٹس صحت کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہیں لیکن اس بارے میں کوئی واضح ثبوت ابھی تک نہیں مل سکا۔ بلوٹوتھ ہیڈ سیٹ میں ایک مخصوص جذب کرنے کی شرح (SAR) ہوتی ہے جو کہ تقریباً 0.001watt/kg ہے۔

بلوٹوتھ ٹیکنالوجی کا مستقبل روشن دکھائی دیتا ہے کیونکہ یہ رابطہ قائم کرنے کی بنیادی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ ایک پروٹوکال کی ریسرچ کی گئی ہے جو کہ ایک بہت بڑے ایڈ ہاک نیٹ ورک (وائرلیس ایل اے این میں شیڈلز یا کمپیوٹر کے رابطے کے

باعث تشکیل پانے والا وقتی نیٹ ورک) کی حمایت کرے گا۔ اسکے علاوہ بلوٹوٹھ کے تازہ ترین ورژن میں سکیورٹی اور صلاحیتوں کے اعتبار سے بہتری لائی گئی ہے۔ بلوٹوٹھ ٹیکنالوجی والوں کی جانب سے بلوٹوٹھ میں UWB (الٹرا وائیڈ بینڈ) کا استعمال بلوٹوٹھ کے مستقبل کے لیے مثبت ثابت ہوگا۔ الٹرا وائیڈ بینڈ ٹیکنالوجی کے بہت سے مثبت نتائج دیکھنے کو ملیں گے جن میں ہائی ڈیٹا ٹرانسمیشن بھی ہے۔ الٹرا وائیڈ بینڈ ٹیکنالوجی کو بلوٹوٹھ سمیت وائرلیس یو ایس بی میں بھی کافی مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ موجودہ دور میں بہت سی کمپنیاں بلوٹوٹھ کی متاثر کن آپٹیمائزیشن بنا رہی ہیں۔ اسکے علاوہ ڈیٹا کی شرح، پاور کی کمی اور ریج میں مزید بہتری لانے کے منصوبے بنائے گئے ہیں۔

میگزین سیریز

ست رنگ

افسانہ

کوثر جہاں

متاع جاں

ماہنامہ ستمبر 2016

افسانہ۔۔۔۔

متاع جاں۔۔۔۔۔

کوثر جہاں۔ کراچی۔۔۔

دروازے کے وسط پر لٹکے رنگ برنگے چیمس ہٹاتے ہوئے کافی کا کپ ہاتھ میں تھامے نزل کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ کھڑکی پر لٹکے دبیز پردوں کے پیرہن سے چھنتی ہوئی سُرخ مائل روشنی میں ڈوبے درود یوار کسی دردا آشنا کارڈ پ دھارے ہوئے تھے۔ کافی کا کپ ڈائنگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اُس نے جیسے ہی پردے کا کونا ہٹایا، صوفے پر بیٹھی مسکان نے آنکھیں مچھپاتے ہوئے دونوں ہاتھ چہرے پر دھرنے لگے گویا ابھی نیند سے بیدار ہوئی ہو۔۔۔۔۔

اب کیا مسئلہ ہے! نزل غصے سے بولی۔۔۔۔۔ کیوں اتنا گوار محسوس ہو رہا ہے! وہ جو چاہے کرے، جس سے ملے، بات کرے یا کسی سے بھی رشتہ جوڑے؟

مسکان بات کانٹے ہوئے بولی تھی۔ میں مطمئن ہوں کیونکہ میری جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا۔۔۔۔۔ اچھا تو یہ ہے تمہارا سکون! اگر اتنے ہی سکون کی متلاشی تھیں تو اپنی جگہ چھوڑی ہی کیوں تھی اور ویسے بھی تم تو دستبردار ہو چکی تھیں نا۔۔۔۔۔ پھر یہ اضطراب کیوں؟

نزل طنزیہ لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

مسکان کافی کاسپ لیتے ہوئے ڈائنگ ٹیبل کے شیشے میں جھانکی اور اس پر رُز کی ہلکی سی دھول کو ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے ہلکا ہلکا مسکرانے لگی۔۔۔۔۔

کچھ دستبرداریاں نزی ڈھیٹ ہوا کرتی ہیں۔۔۔۔۔ دل کو چونک کی طرح اسی دیوار پر لگا چھوڑ دیتی ہیں جس کے اُس پار دیکھنے والا ساکت پتھر نما بن جاتا ہے، پھر چاہے کتنا ہی گھسیٹ لو دل اپنی جگہ نہیں چھوڑتا۔۔۔۔۔ میں بھی تھک گئی تھی میں نے بھی اُسے وہیں چھوڑ دیا۔۔۔

مگر اُس نے تو تمہاری محبت کو جیت قرار دے دیا تھا نا! کہا تھا نا اُس نے تمہاری محبت جیت گئی۔۔۔۔۔

ہاں کہا تھا! مگر اُس مقام پر جہاں منزلیں راستوں کو ہی نگل چکی تھیں۔۔۔۔۔ اُس نے ایسے وقت ہاتھ بڑھایا جب منزلیں دھند ہلا ہٹ میں ڈوب چکی تھیں اور راستے پیمانائی کی حد سے کوسوں دور۔۔۔۔۔ میں لوٹ کر نا آتی تو وہیں مرجاتی۔۔۔۔۔ نزل جھنجھلاتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

آہ!! مگر حل کیا ہے؟۔۔۔۔۔ مسکان نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے صوفے کی پشت سے ٹیک لگایا چھت پر لٹکے

ہوئے دھنک رنگ فانوس کے رنگ اُس کی ادھ کھلی آنکھوں کے آنسوؤں میں سما گئے۔۔۔
 اور معنی خیز مسکراہٹ چہرے پر جاتے ہوئے بولی..... حل!! حل تو مشکلوں کے ہوتے ہیں درد کا تو مداوا ہوا کرتا ہے
 اور یہ درد.....!
 یہ درد تو متاعِ جاں ہے۔۔۔۔۔

پاک سوسائٹی

سازگار اور سیکھنے والی

رنگ بھاران

Kanwal Khan

ماہنامہ ستمبر 2016

"نظم" ----

شازیہ کریم۔ ڈیرہ غازی خان

۵ عید ۵

میری عید

میرا چاند ہوتم

میری ہاتھوں کا ننگن

میری کلائی کا کجرہ ہوتم

میرے خوش رنگ حنائی ہاتھوں کی مہک ہوتم

عید کی خوش رنگ سی گھڑیوں میں

ایک خوبصورت سا خیال ہوتم

میرے سر کا زرتار آنچل

میری آنکھوں کا جل

میرا بارنگھار ہوتم

عید کی خوشیوں بھری سوغات ہوتم

اے میرے ہمسر میں

ہر عید پر تمہاری راہ کجی تھی

اس عید پر ملے ہوتم

یہ عید اور عید کا چاند لگتا ہے حسین

عید کے ان خوشگوار

یادگار لحات میں جا ماں

میرے ہونٹوں پر ہے بس یہی دعا

یوں رہوں میرے ساتھ صدا

ہر عید ہو تیرے سنگ پیا

صدا گز اریں ہم ہر عید یوں ہی ساتھ پیا

یوں چتے ہوتم میرے ساتھ پیا

میری سچی خوشیوں کے امین ہوتم

بچھلی چاند رات میں ماگی

میری دعا ہوتم ----

نظم ----

سیدہ عروج فاطمہ ----

تمہیں میں چاند کہتی تھی۔

حسین اک خواب کہتی تھی۔

مجھے تم سے محبت ہے،

یہ صبح شام کہتی تھی۔

خبر ما تھی مجھے ہمد،

کسی کو چاند کہنے سے،

حسین اک خواب کہنے سے،

کوئی اپنا ہونٹیں جاتا۔

دیکھو کھو گئے ماتم،

مڑ کر بھی نہیں دیکھا،

کوئی کتنا اکیلا ہے۔

نظم ----

کوڑ جہاں۔۔۔ کراچی

ست رنگوں کی ماری دنیا،

میرے رنگ چڑا بیٹھی ہے۔

رنگ کی پھینکی دنیا سے،

اب میں کیوں جھوٹے رنگ چڑاؤں۔

خود کو عارضی رنگ چڑھاؤں۔

مجھ کو اپنے رنگ بنا کر،

رات سویرے دیا جلا کر،

آنکھ چھپکتی نیند بہا کر،

رنگ برنگے خواب سجا کر

اپنا دامن سینا ہے،

مجھ کو پھر سے جینا ہے۔

نظم----

ریما نور رضوان --- کراچی۔

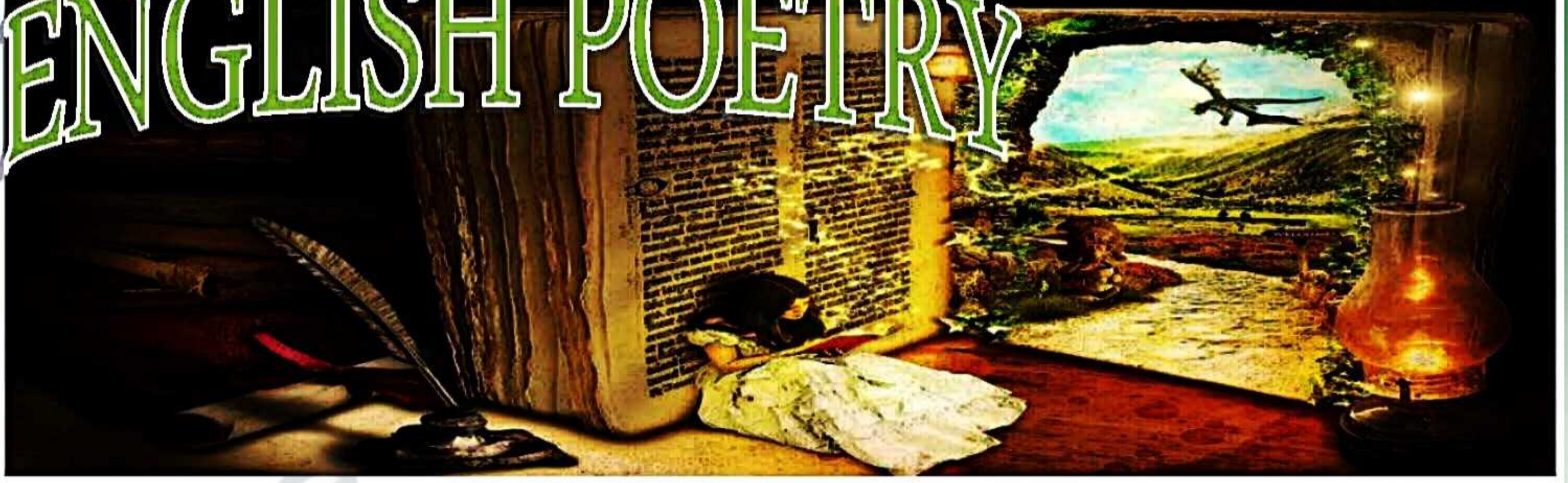
زندگی کس ڈگر پر آئی ہے
 ہر سو درد غم ہتھائی ہے
 سوچا تھا کیا اور کیا ملا ہے
 یہ سوچ کر ہی آنکھ بھر آئی ہے
 ہوتا ہے ہر اک کے ساتھ حادثہ
 اس حادثے سے تو جان پر بن آئی ہے
 لحوں میں سب کچھ تبدیل ہو گیا
 ہم نہ سمجھ کی سمجھ میں نہ آئی ہے
 یہ دنیا یہ لوگ بڑے ظالم ہے
 کتنی ٹھوکریں کھا کر عقل آئی ہے
 ہر اک اپنے مفاد سے ملتا ہے
 ساری مردوات ہم نے ہی دیکھائی ہے
 ہوتا ہی نہیں ہم سے دنیا بے دکھاوا
 دل میں بغض کی تا کبھی نہ آ پائی ہے
 سہہ لیتے ہیں طہر یہ گفتگو بھی ہنس کہ
 کہتے ہیں محکو پاگل سمجھ نہ پائی ہے
 لہجے اور رویوں کی پرکھ ہے ہم کو رضوان
 درگزر کرنے کی ادا ہم نے جو پنائی ہے
 زندگی مسکراتی، گنگناتی ہے
 تلخ باتیں دل میں نہیں بسائی ہیں
 زندگی ہے مختصر چلے جائیں کب کیا ہے خبر
 یہی سوچ کر کس کا بھی دل نہ دکھانے کی قسم کھائی ہے

نظم----

حبیب --- لاہور۔

سوچتا ہوں،
 زمیں پھٹتی ہے،
 ما آسمان گرنا ہے۔
 بائے معاشرے میں اب کہاں انصاف ملتا ہے۔
 میرے گلشن کوگی،
 جانے کس کی نظر۔
 کہ انساں کے روپ میں درندہ،
 اب سرے عام پھرتا ہے۔
 سوچتا ہوں،
 قبر پر ستا کیوں نہیں،
 آکا گر جتا کیوں نہیں،
 کوڑیوں سے بھی ارزاں،
 خوں انساں بکتا ہے۔
 میرے جگر کے کوشے،
 میرے چمن کی کلیاں،
 کاٹے جاتے ہیں،
 مسلی جاتی ہیں۔
 ماؤں کے حوصلے۔
 آزمائے جاتے ہیں،
 زندگیاں بے کیف ہیں،
 محصور ہیں کہ جیسے،
 خوف میں مقید ہیں
 لیکن تف ہے تجھ پر اے حاکم،
 تو جو صبح شام بکتا ہے،
 سوچتا ہوں،
 شاید ان کے کہیں،
 سرخ آندھی چلے،
 اڑیں جائیں گے سب،

ENGLISH POETRY



by...Fatima Ahmad

..... Mardan

It's because I look at you
and your eyes tell me a story
with an unknown ending,
but God, with such a beautiful journey.
A journey I'm hoping to have with you.

It's because I will take your hand,
I will take your heart
and I will hold them tight.
I will give all the love that I have to give
until your hands stop shaking
until you know that my own clumsy hands
won't let go of yours without a fight.

Oh my love! please look at me.
Look me in the eyes so I can promise you
with every broken bone in this godforsaken body,
that my love is not going anywhere
but towards you.

Because when I see you,
I see that your heart is glowing
with a fire so goddamn golden,
like mine has been doing
since the day I first met you.

Because when every letter of my name
wraps around your lips,
I can hear the angels singing
and I know then that my name
was never meant to be called out by anyone
but you

Because when I touch your hand.
I feel life running through my veins
and safety surrounding me like a halo
and suddenly, the world doesn't seem
so scary anymore.

By ..Anila Murtaza

Daska.....

Tiresome labour of three seasons
Unearthing the treasure hidden
Laid in the lap of Laurel lands
Green Shawl and flowery bands
Nature is now gracefully adorned
Hath Undressed the apron weary and worn
Wrath of summer is elegantly forbidden
Made the autumn to shed all worth ridden
Forgot all withered and quivered garlands
Silently they let the humus to seduce the sands
Unleash the virginity by winters' misty hands
It's crowned by the industrious masons
Spring is the Queen for that reasons....

محمود ظفر اقبال ہاشمی



محمود ظفر اقبال ہاشمی

ہم

(دہل کے ایک دن ہم ضرور ملیں گے۔)

میں کسی اور خطے کا دریا ہوتا ہے

تم کسی اور خطے

دونوں کو ہزاروں کوس کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے

تب کہیں جا کر۔۔۔

وہ دونوں ایک سمندر میں گرتے ہیں

زندگی میرے کاندھے پہ سر رکھے سو رہی تھی۔

وہ شام نہیں تھی۔۔۔

وہ شام نہیں تھی

وہ کوئی ٹھہرا ہوا پل تھا،

خوشی کی ایک محفل میں

اچانک تم سے مل

محض اتفاق نہیں مری دعاؤں کا پھل تھا،

ہمارے اطراف میں سانسوں کی چنبیلی

سنگت و قرابت کا کنول تھا،

پرانے زخم اسی سے چاک ہوئے

جو زخموں کا حل تھا،

وہاں اب کرب ہی کرب ہے

جہاں خوشیوں کا جل تھا

جہاں خوشیوں کا جل تھا،

وہ شاندا بھی تک وہیں تیراں کھڑی ہو۔

میں ہی وہاں نہیں، جہاں کل تھا۔۔۔

پہلا ہا ہم سفر۔

اس کی نیم وا آنکھوں کے دریچوں کو چھو کر

خوشبوئے مہتاب اپنی خاکھور ہی تھی۔

گوا بھی کچھ دیر پہلے ہی شام ڈھلی تھی۔

گویا سر شام ظفر یب سحر ہو رہی تھی۔

میرا کاندھا اب بھی اک آستانہ خواب تھا۔

جس پہ شبنم اک تعبیر بھگور ہی تھی۔

ہم کادرجہ پاتے ہیں!!!

سائمان

افسانہ
تشاء واجد

ماہنامہ ستمبر 2016

افسانہ۔۔۔ ساتبان ہے

ثناء و احد۔۔۔ فیصل آباد۔

ارے سنتی ہو وہ طیبہ ہے نا اسکے گھر سے رات کو لڑائی کی بہت آوازیں آرہی تھیں۔ خالہ زینب نے تانیا کے گھر کے اندر آتے ہوئے بغیر سانس لئے اپنی بات بتائی۔

اچھا تانیا نے لا پرواہی سے کہا۔

اسے پتہ تھا کہ خالہ نے روز حسب عادت سارے محلے کی رپورٹ دینی ہوتی ہے۔ "بس خالہ ہو گیا ہو گا کوئی مسئلہ، میاں بیوی میں نوک جھوک تو چلتی رہتی ہے۔" تانیا نے بے نیازی سے جواب دیا۔

"مجھے لگتا ہے اس کے شوہر کا کسی اور عورت سے چکر ہے۔ بہت زور و شور سے لڑائی ہوئی ہے دونوں کی..."

خالہ زینب نے آنکھیں گھماتے ہوئے دوبارہ کہا۔

"اچھا سنو تم اپنے شوہر کا دھیان رکھا کرو سارا دن گھر سے غائب رہتا ہے۔" خالہ نے آہستہ سے تانیا کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔

اور تانیا نے حسب معمول مسکراتے ہوئے جواب دیا "نہیں خالہ زینب زید ایسے نہیں ہیں۔"

"اچھا بھئی میں تو تمہاری خیر خواہ ہوں تمہاری مرضی..." یہ کہہ کر خالہ نے اپنی چادر ٹھیک کی اور واپس چلی گئیں۔۔۔ یقیناً اور گھروں میں بھی انہوں نے یہ بات بتانی ہوگی۔

اسے پتا تھا کہ خالہ زینب کی عادت بات کو بڑھا چڑھا کر بتانے کی ہے لیکن پھر بھی پتہ نہیں کیوں اس کا دل ایسی باتیں سن کر دھک سے رہ جاتا تھا۔

وہ بہت ملتسار اور اچھے اخلاق کی شوخ و چیخ لڑکی تھی۔ اماں باوا کو شادی کی بہت جلدی تھی سو جو پہلا رشتہ آیا قبول کر لیا۔ جلد ہی اپنے اخلاق سے شوہر اور سسرال کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ ساس نندیں جان چھڑکتی تھیں آخر اکلوتا بھائی تھا..... دیکھنے والے تانیا کو دیکھ کر رشک کرتے..... ایسی پرسکون زندگی اللہ سب کو دے یہ دعائیں اس کی سہیلیاں اسے دیکھ کر کرتیں تھیں.....

جب تک ساس تھی اسے کوئی پریشانی نہیں تھی۔ ساس نے تانیا کا ہمیشہ ساتھ دیا اور اس نے بھی پوری دل و جان سے اپنی ساس کا احترام کیا۔ ان کی ہر چیز کا خیال رکھتی۔ ساس خوش تھی تو شوہر بھی خوش تھا۔

لیکن جب ساس کا انتقال ہو گیا اسے لگا وہ تہوارہ گئی ہے۔ ساس نے ہر ضرورت کا خیال رکھا تھا لیکن بعد میں کوئی بھی نہیں رہا

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابراراجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	ممتاز مفتی
نگہت عبد اللہ	سباس گل	عنیزہ سید	مستنصر حسین
رضیہ بٹ	زُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیم الحق
رفعت سراج	اُمِ ہریم	نایاب جیلانی	ایم اے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ،
حناء ڈائجسٹ، ردا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسوسی ڈائجسٹ،
سرگزشت ڈائجسٹ، نئے آفاق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی،

جاسوسی دنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

تھا شوہر تھا لیکن اپنے کام کے سلسلے میں زیادہ وقت گھر سے باہر ہی گزارتا تھا وہ اپنے آپ کو کیلی بھی محسوس کرتی تھی پر کیا کرے شوہر کو گھر تو نہیں بٹھا سکتی تھی..... اگر بیٹھ جاتا تو کھانا کہاں سے تھا سو اس نے اپنی ہمسائی خالدہ زینب سے دل لگایا وہ تو ویسے ہی فارغ رہتی تھیں سو گھر گھر گھومنا ان کا شوق تھا۔ اس نے بھی ذرا دلچسپی دکھائی تو خالدہ زینب نے اس کے گھر بھی آنا شروع کر دیا سارے محلے کی خبریں لا کر اسے دینی۔

"سنو اپنے شوہر کا دھیان رکھا کرو کہیں اور نہ دل لگالے۔" زینب خالدہ اکثر کہتیں۔

وہ ہنس کر کہہ دیتی "نہیں خالدہ وہ ایسے نہیں کریں گے کبھی۔"

"ارے ان مردوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہے ان کو تمہاری طرح کی گھر گریستی والی بیوی چاہیے جو سارا دن صرف گھر اور بچے ہی سنبھالے لیکن باہر یہ اپنی نظریں لازمی رکھتے ہیں تاکہ باہر بھی یہ اپنا وقت پر سکون گزار سکیں....."

یہ خالدہ نے اسے دو تین مرتبہ پہلے بھی بتایا تھا لیکن سامنے مسکرا کر کہہ دیتی "نہیں خالدہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ہے اگر میاں بیوی کے درمیان بھروسہ موجود ہو تو ایسا کبھی نہیں ہوگا....."

"اچھا بھئی تمہاری مرضی سمجھنا میرا کام تھا سو وہ کیا۔" خالدہ آگے سے کندھے اچکا کر اسے کہتیں۔

لیکن خالدہ کے جانے کے بعد وہ پریشان ضرور ہوتی تھی۔ اگر کہیں واقعی، میں گھر سنبھالتی رہ گئی اور وہ باہر ہی اپنے لئے کوئی وقت گزارنے کے لئے دو شیزہ ڈوہوٹو لیں تو..... یہ احساس اسے مزید پریشان کر دیتا تھا۔

کبھی کبھی اپنی ان ہی سوچوں کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ زید کا موبائل چیک کرتی تو کبھی فون آنے پر کان لگا کر سننے کھڑی

ہو جاتی کہ مبادا کسی لڑکی کا تو فون نہیں لیکن بعد میں خود ہی شرمندہ ہو جاتی اور بعض دفعہ تو وہ اپنی ان حرکتوں پر خود ہی

اکتا جاتی..... بعض دفعہ اسے کبھی خود پر تو کبھی خالدہ زینب پر غصہ آنے لگ جاتا تھا کہ بھلا وہ کس کام میں پڑ گئی ہے حالاں کہ

اسے معلوم ہے کہ خالدہ زینب کی عادت ہے ایک کی دس لگا کر بتانے کی ہے.....

وہ کچن میں کھڑی پیاز کاٹ رہی تھی کہ باہر دروازہ بجاوہ سمجھ گئی کہ خالدہ آئیں ہیں اور وہی پرانی باتیں کریں گی اب تو تانیا بھی

ان کی باتوں سے تنگ آ چکی تھی اور اب وہ سوچ چکی تھی کہ اب کیا کرنا ہے.....

وہ دروازہ کھول کر انہیں اپنے ساتھ ہی کچن میں لے آئی..... سنو وہ طیبہ ہے نا اس پر سوکن آ گئی ہے۔ میں تمہیں پہلے نہ کہتی تھی

کوئی بات ضرور ہے جو لڑائی ہوتی ہے اتنی۔ اب وہ تیار بیٹھی ہے اپنے میکے جانے کو... وہ کیوں خالدہ اس کے تو بچے بھی ہیں جو

ابھی چھوٹے ہیں؟ تانیا نے افسردگی سے پوچھا اے لو بس تمہاری طرح شوہر سے لاپرواہی کوئی پوچھ گچھ نہیں، کہاں جاتا ہے

کہاں سے آتا ہے، اس نے کبھی پوچھا ہی نہیں اور یہ گل کھلایا اس نے..... اور تم، تم بھی تو ایسی ہی ہو ہمیشہ اپنے

کام میں جتنی رہتی ہو کبھی اپنے شوہر سے پوچھ؟ ابھی نہیں..... ابھی بھی وقت ہے اپنے شوہر پر نظر رکھو....."

خالہ زینب نے ہاتھ نچا نچا کر اسے جواب دیا.....

وہ بولی "خالہ میاں بیوی کا رشتہ اعتماد کا ہوتا ہے اس میں احترام اور محبت شامل ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر احساس... اگر احساس ختم ہو جائے تو اعتبار بھی اٹھ جاتا ہے۔ لیکن ہر جگہ ایسا نہیں ہوتا ہے۔ خالہ یہاں احساس بھی ہے اور محبت بھی ہے۔ اگر آپ کہتی ہیں تو میں ابھی آپ کے سامنے ان سے پوچھ لئے دیتی ہوں۔ تاکہ آپ کے سامنے ان سے پوچھ لئے دیتی ہوں۔ تاکہ آپ کے سامنے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ تانیانے دل میں سوچ رکھا تھا کہ آج فیصلہ ہو ہی جائے تو اچھا ہے تاکہ روز روز کی باتوں سے تو جان چھٹے، تنگ آ کر اس نے خالہ زینب سے کہا۔

لو بھلا میں تو ویسے ہی کہہ رہی تھی خالہ نے شپٹا تے ہوئے جواب دیا۔ لیکن اس سے پہلے ہی زید خود آ پہنچا۔ آپ جو سارا دن گھر سے باہر رہتے ہیں اور آدھی رات کو گھر واپس آتے ہیں کیا کسی اور کے چکر میں ہیں۔" تانیانے زید کو آتے دیکھ کر فوراً ہی سوال کر ڈالا کہ زید بھی تھوڑی دیر کے لئے ہکا بکارہ گیا..... زید نے حیرت سے دیکھتے ہوئے جواب دیا "نہیں یہ تم ایسے کیوں کہہ رہی ہو؟"

"وہ خالہ کہہ رہی تھیں کہ مرد ایک کھلا سا نڈ ہے کبھی بھی کسی وقت چھوڑ کر جا سکتا ہے..... بتائیں کیا آپ مجھے اور اس گھر کو چھوڑ کر جا سکتے ہیں جس کو میں نے جنت بنانے کی کوشش کی جس کے لئے اپنی ننھی ننھی خواہشات کا گلا گھونٹ کر اپنا خون جلا کر اس گھر کو آباد کرنے کی کوشش کی۔"

زید نے پہلے تو خالہ کو غصے سے لتاڑا "اگر آپ اپنے گھر کی طرف زیادہ توجہ دیں تو بہتر ہوگا بجائے اس کے کہ دوسروں کے گھروں کی سنگن لے کر ادھر ادھر بتائیں سب کو۔ میاں بیوی کے درمیان لڑائی اور بدگمانی پیدا کرنا سب سے بڑا گناہ ہے اور آپ میرے اور تانیانے کے درمیان دراڑ ڈالنے کی کوشش کر رہی ہیں۔"

خالہ تھوڑی سی خجل ہوتے ہوئے بولیں لو تم اپنی بیوی کو کیلے چھوڑ کر سارا دن گھر سے باہر رہتے ہو میں ہی ہوں جو تمہارے پیچھے تمہاری بیوی کا خیال رکھتی ہوں اور تم مجھے باتیں سنارہے ہو حد ہوتی ہے۔ اب نہ میں یہاں آنے کی ہاں بتائے دے رہی ہوں "خالہ زینب یہ کہتے رکی نہیں اور چلی گئیں۔"

خالہ کے جانے کے بعد تانیانے زید کی طرف مسکراتے ہوئے کہا "زید مجھے آپ پر بھروسا ہے وہ تو بس ایسے ہی... زید نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کو ہاتھ کے اشارے سے چپ کرادیا اور بولا "تانیانے تم مجھ پر بس ہمیشہ ایسے ہی بھروسہ رکھنا۔ محبت کے لئے اعتبار بہت ضروری ہے اور ویسے بھی میاں بیوی تو ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے

کہ تم میرا اور میرے بچوں کا اتنا خیال رکھو اور میں باہر کسی کھلے سائڈ کی طرح پھرتا رہوں، ہم دونوں تو ایک دوسرے کی ضرورت بھی ہیں اور لباس بھی ہیں۔ تانیا نے زید کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اطمینان سے اس کے کندھے پر سر رکھ دیا اور سوچنے لگی ...

اور عورت کو تو صرف ایک مضبوط سائبان، ایک گھنے سایہ دار درخت کی ضرورت ہوتی ہے جس کے سائے تلے وہ آرام و سکون سے رہ سکے اگر وہ مل جائے تو عورت اپنے سارے غم بھول جاتی ہے.....

عورت اپنے خلوص، پیار و محبت کے بیج سے ہی اپنے ہاتھوں سے سجائے گلشن کی آبیاری سے ایک سایہ دار درخت پاسکتی ہے جس کے سائے تلے عورت اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتی ہے..... بس شرط یہ ہے کہ وہ گلشن خوبصورت رنگوں اور خوشبوؤں سے معطر فضا ہو..... تانیا یہ سوچ کر مطمئن تھی کہ اس نے کسی اور کے کہنے میں آ کر اپنے گلشن کے پھول نہیں توڑے ورنہ اپنے ہاتھوں سے سجایا گلشن اجڑ بھی سکتا تھا اور پھر خود بھی اجڑ جاتی.....

ست رنگ میگزین



Writer : Alina Malik

بیڈروم کی سجاوٹ۔

علینہ ملک۔ کراچی۔

گھر چھوٹا ہو یا بڑا، اس کو سجانا اور سنوارنا ہر عورت کا خواب ہوتا ہے، کیونکہ گھر کی آرائش اور سجاوٹ، قرینہ، سلیقہ ہی اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے اور اسے جاذب نظر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ گھر کی آرائش یا سجاوٹ کے لئے ضروری نہیں ہوتا کہ اس پر زیادہ سے زیادہ پیسہ خرچ کیا جائے اور نامیاتی اور نایاب اشیاء یا بھاری بھاری فرنیچر وغیرہ کا استعمال کیا جائے۔ گھر کی سجاوٹ میں سادگی کو اپنانا بہت ضروری ہے، بے جا اصراف اور چیزوں کی بھرمار گھر کی خوبصورتی میں اضافہ کرنے کے بجائے اس کو بوجھل اور ناپسندیدہ بنا دیتی ہے اور لوگ دیکھ کر ہی کوفت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ گھر وہ ہوتا ہے جس کو دیکھ کر آنکھوں میں سکون اور تازگی کا احساس ہو۔ یوں تو گھر کا ہر کمرہ اور ہر کونہ توجہ طلب ہوتا ہے مگر بیڈروم گھر کا وہ گوشہ ہوتا ہے جہاں انسان سب سے زیادہ سکون محسوس کرتا ہے اور جہاں آرام کی غرض سے جاتا ہے لہذا اس کی آرائش پر خصوصی توجہ دینی پڑتی ہے تاکہ بیڈروم پر سکون اور آرام وہ محسوس ہو۔ یہ نہیں کہ بیڈروم کو شوروم بنا دیا جائے اور اشیاء کی بھرمار خاتون خانہ کے پھو ہڑپن کا ثبوت دیتی نظر آئیں۔

بیڈروم کی آرائش۔

بیڈروم کی آرائش کے لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ بیڈروم کی دیواروں پر کس رنگ کا پینٹ ہوا ہے۔ کیونکہ دیواروں کا کالر کمرے کی سجاوٹ میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اگر دیواروں کا کالر ہلکا ہے تو پھر کارپٹ اور پردوں کا رنگ ڈارک رکھنا چاہئے اور اگر دیواریں ڈارک کالر کی ہیں تو پھر کارپٹ اور پردوں کے لئے ہلکے رنگوں کا انتخاب کرنا چاہئے۔ بیڈروم کو ہلکا پھلکا ڈیکور بیٹ کرنا چاہئے، یہ نہیں کہ اسے ڈارنگ روم اور لیونگ روم کی طرح پینٹنگز اور شو پیس سے بھر دیا جائے۔ بیڈ کی سائڈ ٹیبل پر ایک خوبصورت اور مختلف اشیاں کا لیٹ رکھ دیں بیڈ کے بالکل سامنے ڈریسنگ ٹیبل رکھیں تو زیادہ اچھا لگتا ہے، ڈریسنگ ٹیبل پر چیزوں کی بھرمار نہیں ہونی چاہئے، بلکہ استعمال کی چند چیزیں رکھیں جائیں، جیسے میک اپ کا کچھ ضروری سامان، لوشن، پرفیوم اور سٹر برس وغیرہ۔ بیڈ کی ایک سائڈ پہ الماری ہوتی ہے، الماری میں تمام سامان اور کپڑے بھی ترتیب سے رکھیں جائیں۔ بیڈ کے کراؤن والی سائڈ پر اوپر کی طرف یا تو کوئی گھڑی لگائی جائے خوبصورت سی یا پھر کوئی خوبصورت پینٹنگ لگائی جائے۔ پھول بھی کمرے میں تازگی کا احساس بخشتے ہیں اس لئے بیڈروم کے کسی ایک خالی کونے میں کوئی اچھا سا پھولوں کا گلدان سجا لیں۔ کمرے میں پردوں کا انتخاب سردی اور گرمی کی مناسبت سے کریں ہر دیوں میں موٹے دبیز پردے لگائیں اور گرمیوں میں ہلکے رنگوں کے ہلکے پردے کا انتخاب کریں۔ ایک ہی پردوں کا سیٹ بوریت پیدا

کرتا ہے لہذا کمرے کے لئے کم از کم پردوں کے دو سیٹ استعمال میں ہونے چاہئیں۔ پردوں کے ڈیزائن کا انتخاب آپ کے ذوق کی نشاندہی کرتا ہے لہذا اس کا انتخاب بھی بہت سوچ سمجھ کر کریں۔ گلاس وال کے لئے بلائینڈز کا استعمال بھی اچھا لگتا ہے۔ کمرے میں کم سے کم چیزیں ہونی چاہئیں کیونکہ ان چیزوں کو سلیپے اور قرینہ سے رکھنا اور انہیں صاف ستھرا رکھنا بھی بہت ضروری ہوتا ہے، اگر کمرے میں بہت سی چیزیں رکھ لی جائیں اور ان کے اوپر گرد جمی ہو اور ان کی صفائی کا خیال نہ رکھا جائے تو کمرہ نہ صرف دیکھنے والوں کی تعریف اور توجہ سے محروم رہتا ہے بلکہ اپنے لئے بھی سردرد کا باعث بنتا ہے۔ بیڈروم ایک پرسکون گوشہ ہوتا ہے اس لئے اس کی سجاوٹ میں بھی سادگی اور سکون کا خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ چیزوں کی بھرمار سے کمرہ سردرد دیا آنکھوں کی تکلیف کا باعث نہ بنے۔ اس کے علاوہ بیڈ شیٹس کا انتخاب بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ بیڈ شیٹس بھی کمرے کی رونق کو دو بالا کرتی ہیں۔ دیدہ زیب کلر کی بیڈ شیٹ سے سکون اور تازگی کا احساس ہوتا ہے۔ پہلے پہل پر نینڈ ڈیٹ شیٹس کا رجحان عام تھا، مگر پھر کروشیہ سے بنی ہوئی بیڈ شیٹس کا دور آیا اور اب تھری ڈی بیڈ شیٹ کارججان بڑھ گیا ہے۔ جدید تکنیک سے تیار کردہ ان بیڈ شیٹس سے کمرے کی خوبصورتی اور رونق بڑھ جاتی ہے۔ تھری ڈی بیڈ شیٹس انتہائی خوبصورت اور مٹی شیڈز میں ہوتی ہیں۔ ان پر نینڈ بیڈ شیٹس کو دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے پھول بستر پر رکھے ہوں یا گھوڑے، پرندے اور چیتے بستر پر دوڑتے پھر رہے ہوں۔ تھری ڈی بیڈ شیٹس کے استعمال کے لئے ضروری ہے کہ کمرہ تھوڑا کشادہ ہو ورنہ اس کی خوبصورتی اور دلکشی ماند پڑ جاتی ہے۔ بیڈروم اگر کشادہ ہے تو اس میں بیٹھنے کے لئے ایک طرف کوئی خوبصورت سی کرسی اور ٹیبل کا انتخاب بھی کیا جاسکتا ہے اور آرام دہ کرسی بھی رکھی جاسکتی ہے۔ غرض بیڈروم کی سجاوٹ کرنے میں سادگی کا عنصر غالب ہونا چاہئے، تاکہ ذہن پر سکون نیند حاصل کر سکے۔



ماہنامہ ستمبر 2016

ست رنگ آن لائن میگزین

send your feedback

story, articles & poetry

on this email address.

saatrang.magzine@gmail.com

ماہنامہ ستمبر 2016